بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

مَعارفُ النجاۃِ فی مصارفِ الزَّکوٰۃِ

المعروف

زکوۃ کسے دیں؟

از:فیضِ ملت ، آفتابِ اہلسنت ، امام المناظرین ، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی **محمد فیض احمد اُویسی** رضوی علیہ الرحمۃ القوی

تحقیق و تخریج مع تحشیہ

اِدارہ تحقیقاتِ اُویسیہ

تقریظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

آج معاشرہ جس معاشی بدحالی کا شکار ہے کہ غریب ، غریب تر اور امیر ،امیر تر ہوتا جارہا ہے۔یہ ساری خرابی دیگر برائیوں کے ساتھ ساتھ زکٰوۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے معاشرہ میں پیدا ہوئی۔چوری، ڈکیتی کا بڑھتا ہوا رجحان اور ایسے حالات سے تنگ آکر خود کشی کرنا ان معاملات کی ایک وجہ مالدار لوگوں کا زکٰوۃ نہ دینا بھی ہے ورنہ جب زکٰوۃ ادا کی جاتی تھی تو حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں لوگ اپنی زکٰوۃ ٹوکروں میں لے کر نکلتے تھے لیکن کوئی لینے والا نہ ہوتا تھا۔

محترم المقام حضرت علامہ مولانامحمد فیض احمد اویسی صاحب قبلہ مدظلہ العالی[1] کی اس تصنیف"معارف النجاۃفی مصارف الزکوٰۃ" میں مصارفِ زکٰوۃ ، فقہی مسائل اور قرآن مجید واحادیثِ مقدّسہ میں موجود زکٰوۃ دینے کی فضیلت اور زکٰوۃ نہ دینے پر وعیدِشدید کو ذکر کیا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی مصنّف موصوف کی اس سعی کو قبول فرماکراجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری
امیر جماعت اہل سنت پاکستان کراچی
۲۲رجب المرجب ۱۴۲۵ھ،۷ ستمبر ۲۰۰۴ء

ہدیہ برائے معطیانِ زکوۃ

بزرگو ں سے منقول ہے کہ اگر دوسرے لوگ مال کا خزانہ جمع کریں تو تم اعمال کا خزانہ جمع کرو۔اگردوسرے اسبابِ فانیہ کی چیزیں جمع کریں تو تم رموز واسرار کی جستجو کرو

(1) قبلہ شاہ تراب الحق قادری صاحب مدظلّہ العالی نے مصنّف علیہ الرحمۃ کی حیات میں تقریظ لکھی تھی۔

يك درم كان دهى بدرويشى　　　بهتراز گنجهائے مدخرست

زانچه دارى تمتعى بردار　　　كان دگرروزى كسے دگرست

ترجمہ: ایک فقیر کو ایک درہم دینا ہزارو ں خزانوں کو محفوظ کرنے سے بہتر ہے جتنا ہو سکتا ہے تم مال سے آج نفع اٹھاؤ ورنہ کل تو اس کا کوئی اور مالک ہوگا۔(روح البیان)[1]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَ الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ عَلیٰ اِمَامِ الۡاَنۡبِیَاءِ وَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَ عَلٰی آلِہٖ الطَّیِّبِیۡنَ وَ اَصۡحَابِہٖ الطَّاھِرِیۡنَ

(1) تفسیر روح البیان، پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۵ (باختلاف کلماتٍ) جلد ۳ صفحہ ۴۱۹ دار الفکر بیروت

اما بعد! زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اسے نماز کے ساتھ بتیس(۳۲) بار ذکر کیا گیا ہے۔اس کی ادائیگی پر بہت اجر وثواب کا وعدہ اور نہ دینے پر عذابِ شدید کی وعید سنائی گئی ہے۔اس کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے اور وہ ادا نہیں کرتا تو اس کی کوئی نیکی قبول نہیں جب تک زکوٰۃ ادا نہ کرے۔فقیر مسئلہ کی وضاحت سے پہلے اس کی اہمیت آیاتِ قرآنی اور احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے پیش کرتا ہے۔

وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم

وَصَلّی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمداُویسی رضوی غفرلہ

۲۱جمادی الآخر ۱۴۲۵ھ

آیاتِ قرآن مجید

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۔(پارہ ۳،سورۃ البقرہ، آیت ۲۷۶)

ترجمہ کنزالایمان: اللہ ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں زنہار (ہر گز) نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اتنا کم ہو گیا، بلکہ اس سے مال بڑھتا ہے۔ اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ مثال دے کر سمجھاتے ہیں بعض درختوں میں کچھ اجزائے فاسدہ اس قسم کے پیدا ہو جاتے ہیں کہ پیڑ کی اُٹھان[1] کو روک دیتے ہیں، احمق نادان انھیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہو جائے گا، پر عاقل ہوشمند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کر درخت بنے گا ورنہ یُوں ہی مرجھا کر رہ جائے گا، یہی حساب زکوٰۃ کے مال کا ہے۔[2]

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يُحْمٰي عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰي بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبہ ،آیت ۳۴،۳۵)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ، انھیں خوشخبری سناؤ درد ناک عذاب کی جس دن وہ تپایاجائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (پھر ان سے کہاجائے گا) یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا جوڑنے کا۔

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھاجائے گا نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی سے چھو جائے گی بلکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑھادیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جوڑے جمع ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی (اسے طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا)[3]

ویسے جہنم میں اہلِ عذاب کی جسمانیت تبدیل کردی جائے گی تاکہ صورۃ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین نہ ہو۔ جہنمی کے جسم کا اندازہ یوں لگائیں کہ اس کی ایک داڑھ اُحد پہاڑ جیسی موٹی ہو گی اس بارے میں اللہ عزَّوجَلَّ نے فرمایا

بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ ۔(پارہ ۵، سورۃ النساء، آیت ۵۶)[4]

---

(1) درخت کا پھلنا پھولنا، مزید شاخوں کا نکلنا۔

(2) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۷۳، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ ،اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

(3) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: "يُكْوَى رَجُلٌ، يَكْنِزُ فَيَمَسُّ دِرْهَمٌ دِرْهَمًا، وَلَا دِينَارٌ دِينَارًا يُوَسَّعُ جِلْدُهُ حَتَّى يُوضَعَ كُلُّ دِينَارٍ وَدِرْهَمٍ عَلَى حِدَتِهِ
المعجم الکبیر للطبرانی، رقم الحدیث ۸۷۵۴، الجزء التاسع، الصفحۃ ۱۶۴، مکتبۃ ابن تیمیۃ القاھرۃ
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب التفسیر المجلّد السابع تحت قولہ تعالی (والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا في سبیل اللہ فبشرھم بعذاب ألیم) رقم الحدیث ۱۱۰۴۰ الصفحۃ ۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت

(4) اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ۭ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَيْرَھَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۵۶
ترجمہ کنزالایمان: جنہوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے

ترجمہ کنزالایمان: ہم ان کے سوا اور کھالیں انہیں بدل دیں گے کہ عذاب کامزہ لیں۔

احادیث مبارکہ

(۱)بخاری شریف میں ہے

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ شُجَاعًا أَقْرَعَ، لَهُ زَبِيبَتَانِ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِی بِشِدْقَيْهِ يَقُولُ أَنَا مَالُكَ، أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلاَ هَذِهِ الآيَةَ وَلاَ يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ۔ إِلَى آخِرِ الآيَةِ[1]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطافرمائے اوروہ اس کی زکوۃ نہ دے تو اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی جس کی آنکھوں پر دوسیاہ نقطے ہوں گے اورقیامت کے روزوہ اس کے گلے میں طوق بناکر ڈال دیاجائے گا۔چنانچہ وہ سانپ اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ ۔(مکمل آیت تلاوت فرمائی)(پارہ۴،سورۃ آل عمران، آیت ۱۸۰)[2]

اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی۔

(۲)**عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَطْلُبُهُ حَتَّى يُلْقِمَهُ أَصَابِعَهُ.**

(مسنداحمدبن حنبل، مسندابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ الجزء الرابع، رقم الحدیث ۱۱۱۴۳، الصفحۃ ۹۲۷، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا خزانہ (جس کی وہ شخص زکوۃ نہیں دیاکرتاتھا)قیامت کے روز ایک گنجا سانپ بن کر آئے گااس کا مالک اسے دیکھ کر بھاگے گااور وہ اس کے پیچھے ہوگا (اورکہے گا کہ میں تیرا خزانہ ہوں)یہاں تک کہ (زکوۃنہ دینے والا) اپنی انگلیاں اس (سانپ)کے منہ میں دے دے گا۔

---

(1)(صحیح البخاری، کتاب تفسیر القران، باب ولا یحسبن الذین یبخلون بما آتاهم اللہ من فضله، صفحہ ۱۱۲۰ رقم الحدیث ۴۵۶۵ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

(2)وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ

ترجمہ کنزالایمان: اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہر گز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے۔

(۳) صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم : "جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتّر (ٹکڑے) بنائے جائیں گے اُن پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اونٹ[1] اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، اور ان کا حق انہیں دوھنا بھی ہے انہیں گھاٹ پر لانے کے دن[2] ۔ قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹادیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونھ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ پھر گائے بکریاں؟ فرمایا ایسا کوئی گائے اور بکریاں والا نہیں جو ان کا حق (زکوۃ) نہ دیتا ہو مگر جب قیامت کا دن ہوگا تو ان کے سامنے کھلے میدان میں الٹا ڈالا جائے گا جن میں سے کوئی جانور کم نہ ہوگا ان میں نہ تو کوئی ٹیڑھے سینگ والی ہو، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی جب بھی پہلا (گروہ) گزرے گا تو پچھلا واپس ہوگا یہ اس دن ہوتا رہے گا جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے حتی کہ بندوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے۔ اب یہ اپنا راستہ جنت یا دوزخ کی طرف دیکھے گا۔

(یہ حدیث طویل ہے اس میں آگے گھوڑوں اور گدھوں سے متعلّق بھی سوال وجواب مذکور ہے۔)[3]

---

(1) ان الفاظ کی تشریح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ مراۃ المناجیح میں لکھتے ہیں؛
یعنی سونے چاندی تو بخیل کو تپاکر لگائے جائیں گے اگر اونٹوں کی زکوۃ نہ دی ہو تو ان کی سزا کیا ہے اونٹ تو تپائے نہیں جاتے۔

(2) ان الفاظ کی تشریح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ مراۃ المناجیح میں لکھتے ہیں (عرب میں دستور تھا کہ اونٹوں کو ہفتہ میں ایک دو بار پانی پلانے کے لیے گھاٹ یا کنوئیں پر لے جاتے تھے، اس دن فقراء کا وہاں مجمع لگ جاتا تھا، اونٹ والے اونٹنیاں دوھ کر ان فقراء اور مسافروں کو دودھ پلا دیتے تھے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ یہ دودھ پلانا بھی ان اونٹوں کا حق ہے۔ خیال رہے کہ جانوروں کی زکوۃ تو فرض ہے مگر یہ دودھ پلانا مستحب ہے اور مستحب چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا لہذا یا تو اس سے مضطر فقراء کو دودھ پلانا مراد ہے جن کی بھوک سے جان نکل رہی ہو یا پہلے یہ فرض تھا اب مستحب ہے جیسے تنگی کے زمانہ یعنی شروع اسلام میں قربانی کا گوشت صرف تین دن رکھنا جائز تھا۔ صاحبِ مرقات نے فرمایا اس جملہ کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پیاسی اونٹنیوں کو نہ دوہو صرف گھاٹ پر لانے کے دن پانی پلا کر دوہو، یہ بھی خشک سالی کے زمانہ کے احکام میں سے ہے)

(3) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّى مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحَ مِنْ نَارٍ فَأُحْمِىَ عَلَيْهَا فِى نَارِ جَهَنَّمَ فَيُكْوَى بِهَا جَنْبُهُ وَجَبِينُهُ وَظَهْرُهُ كُلَّمَا بَرَدَتْ أُعِيدَتْ لَهُ فِى يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْإِبِلُ قَالَ وَلَا صَاحِبُ إِبِلٍ لَا يُؤَدِّى مِنْهَا حَقَّهَا وَمِنْ حَقِّهَا حَلَبُهَا يَوْمَ وِرْدِهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ أَوْفَرَ مَا كَانَتْ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا فَصِيلًا وَاحِدًا تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا وَتَعَضُّهُ بِأَفْوَاهِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِى يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ فَالْبَقَرُ وَالْغَنَمُ؟ قَالَ وَلَا صَاحِبُ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّى مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ لَا يَفْقِدُ مِنْهَا شَيْئًا لَيْسَ فِيهَا عَقْصَاءُ وَلَا جَلْحَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ تَنْطِحُهُ بِقُرُونِهَا وَتَطَؤُهُ بِأَظْلَافِهَا كُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ أُولَاهَا رُدَّ عَلَيْهِ أُخْرَاهَا فِى يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ فَيُرَى سَبِيلُهُ إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ (الی اٰخرہ)
(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ، رقم الحدیث ۲۱۷۹، الصفحۃ ۴۴۹، دار الفکر بیروت)

فائدہ:اوپر حدیث مذکور ہوئی ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے والے پر گنجا سانپ مسلّط کیا جائے گا۔سانپ جیسا بھی ہو ہر انسان اس کا صرف نام سن کر گھبراتا ہے پھر گنجاتواورزیادہ خطرناک ہےسناہےکہ سانپ جب ہزار برس کاہوتا ہےتواس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہےتووہ بال گر جاتے ہیں یہ معنیٰ ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔اس سے زکوٰۃ نہ دینے والاسوچ لے کہ آج کی غفلت اوربے پرواہی کل قیامت میں کیا رنگ دکھائے گی۔

دستورِصدیق اکبررضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب حضرت صدیق اکبررضی اللہ تعالی عنہ خلیفہ ہوئے اس وقت اعراب(دیہاتی اہلِ عرب) میں کچھ لوگ کافر ہوگئے(کہ زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) صدیق اکبر نے ان پر جہا د کا حکم دیا۔امیرالمومنین فاروق اعظمرضی اللہ تعالی عنہنے کہا "ان سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں؟ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے: مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ“ کہیں اور جس نے ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ“ کہہ لیا اس نے اپنی جان اور مال بچا لیا مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ ”لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ“ کہنے والے ہیں ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا؟)صدیق اکبررضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا "خدا کی قسم! میں اس سے جہادکروں گا جو نماز و زکوٰۃ میں تفریق کرے(یعنی نماز کو فرض مانے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرے)زکوٰۃ حق المال ہے،خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسو ل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے اگر مجھے دینے سے انکار کریں تو اس پر اِن سے جہاد کروں گا۔فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں واللہ! میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔اس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے(جوصدّیقِ اکبرکاموقف ہے)۔ (بہارشریعت) [1]

ازالۂ وہم

اس حدیث سے معلوم ہو ا کہ صرف کلمہ گوئی اسلام کے لئے کافی نہیں جب تک تمام ضروریاتِ دین کا اقرار نہ کرے اور امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی کہ وہ فرضیت کی منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکوٰۃدیتے نہیں اس کی و جہ سے گنہگا ر ہوئے کافر تو نہ ہوئے کہ

(1)۔بہارشریعت، حصہ پنجم،زکوٰۃ اور روزہ کا بیان، حدیث نمبر۶صفحہ۸۶۶

ان پر جہاد قائم کیا جائے مگر جب معلوم ہو گیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے جو صدیق نے سمجھا اور کیا۔

(۵)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

زکٰوۃ کسی مال میں نہ ملے مگر اسے ہلاک کردے گی۔(1)

فائدہ: بعض ائمہ نے اس حدیث کا یہ معنی بتایا ہے کہ زکٰوۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو حرام اس حلال کو ہلاک کردے گا۔

اور امام احمد نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ مالدار شخص مالِ زکٰوۃ لے تو یہ مالِ زکٰوۃ اس کے مال کو ہلاک کردے گا کہ زکٰوۃ فقیروں کے لئے ہے اور دونوں معنی صحیح ہیں۔(2)

(۶)حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو قوم زکٰوۃ نہ دے گی اللہ تعالٰی اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔(3)

(۷)فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خشکی وتری میں جو مال تلف (ضائع) ہوتا ہے وہ زکٰوۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔(4)

(۸)احنف بن قیس نے بیان کیا کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص آیا جس کے بال اور کپڑے سخت تھے اور شکل سے پراگندی ظاہر ہوتی تھی یہاں تک کہ لوگوں کے پاس کھڑا ہو کر اس نے سلام کیا اور کہا کہ مال جمع کرنے والوں کو خوشخبری دے دو کہ ایک پتھر جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر وہ ان کی چھاتی پر رکھا جائے گا جو ان کے مونڈھے کی ہڈی کے پاس سے (آرپار ہو کر) نکل جائے گا، اور وہ پتھر ہلتا رہے گا پھر وہ مڑا اور ایک ستون کے پاس جا بیٹھا میں بھی اس کے پیچھے گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نہیں جانتا

---

(1)عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ مَالاً إِلاَّ أَهْلَكَتْهُ
السنن الکبری وفي ذیله الجوهر النقي کتاب الزکاة باب الْهَدِيَّةِ لِلْوَالِى بِسَبَبِ الْوَلاَيَةِ، حدیث ۷۴۱۶، الجزء الرابع، الصفحة ۱۵۹، مجلس دائرة المعارف النظامیة الکائنة فی الهند ببلدة حیدر آباد
(شعب الایمان، الثاني والعشرون من شعب الإیمان، وهو باب في الزکاة، فصل فی الاستعفاف عن المسألة، رقم الحدیث ۳۲۴۶، الجزء الخامس، الصفحة ۱۶۷، مکتبة الرشد الریاض
(2)(الترغیب والترهیب، کتاب الصدقات، الترهیب من منع الزکاة وما جاء فی زکاة الحلی، الجزء الاول، الصفحة ۵۴۳، دار الفکر بیروت)
(3)عن عبد اللہ بن بریدة عن ابیه قال قال رسول اللہ ما منع قوم الزکاة إلا ابتلاهم اللہ بالسنین
(المعجم الاوسط، من اسمه عبدان، حدیث ۴۵۷۷، الجزء الخامس، الصفحة ۲۶، دار الحرمین القاهرة)
(4)قال عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مَا تَلَفَ مَالٌ فِی بَرٍّ وَلاَ بَحْرٍ إِلاَّ بِحَبْسِ الزَّكَاةِ
الترغیب والترهیب، کتاب الصدقات، الترهیب من منع الزکاة وما جاء فی زکاة الحلی، الجزء الاول، الصفحة ۵۴۲، دار الفکر بیروت

تھا کہ وہ کون ہے، میں نے اس سے کہا کہ میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اس بات سے ناراض ہوئے جو تم نے کہی، اس نے کہا وہ کچھ بھی نہیں سمجھتے، حالانکہ میرے خلیل (دوست) نے کہا ہے، میں نے پوچھا آپ کے خلیل کون ہیں؟ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا: اے ابوذر کیا تم احد پہاڑ کو دیکھتے ہو؟ میں نے آفتاب کو دیکھا کہ دن کا کون سا حصہ باقی رہ گیا ہے اور میں گمان کرنے لگا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجیں گے، میں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور تین اشرفیوں کے سوا میں کل خرچ (خیرات) نہ کروں اور یہ لوگ کچھ بھی نہیں سمجھتے یہ لوگ دنیا جمع کرتے ہیں اور ان سے دنیا کی کوئی چیز نہیں مانگوں گا اور نہ دین کے متعلق کوئی بات ان سے پوچھوں گا یہاں تک کہ اللہ سے مل جاؤں[1]

اور صحیح مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوءے سنا کہ؛ پیٹھ کو توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گُدّی توڑ کر پیشانی سے۔[2]

(۹) فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم:

فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مالداروں کے ہاتھوں۔ سن لو! ایسے تونگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انہیں دردناک عذاب دے گا۔[3]

(۱۰) فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

قیامت کے دن تونگروں کے لئے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔ محتاج عرض کریں گے ہمارے حقوق جو تو نے ان پر فرض کئے تھے انہو ں نے ظلماً نہ دیئے اللہ عزَّوجَلَّ فرمائے گا: مجھے قسم ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی! کہ تمہیں اپنا قرب عطا کروں گا اور انہیں دور رکھوں گا۔[4]

---

(1) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب ماأدی زکاتہ فلیس بکنز، رقم الحدیث ۱۴۰۷، الصفحۃ ۳۴۳، مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت

صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فِی الْکَنَّازِینَ لِلأَمْوَالِ وَالتَّغْلِیظِ عَلَیْهِمْ، رقم الحدیث ۲۱۹۵، الصفحۃ ۴۵۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت

(2) صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب فِی الْکَنَّازِینَ لِلأَمْوَالِ وَالتَّغْلِیظِ عَلَیْهِمْ، رقم الحدیث ۲۱۹۶، الصفحۃ ۴۵۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت

(3) ولن یجهد الفقراء إذا جاعوا وعروا إلا بما یصنع أغنیاؤهم ألا وإن الله یحاسبهم حسابا شدیدا ویعذبهم عذابا ألیما۔

اس حدیث کے راوی حضرت علیؓ المرتضی رضی اللہ عنہ ہیں

الترغیب والترهیب، کتاب الصدقات، الترهیب من منع الزکاۃ وماجاء فی زکاۃ الحلی، الجزء الاول، الصفحۃ ۵۳۸، دار الفکر بیروت

(4) عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل للأغنياء من الفقراء يوم القيامة يقولون ربنا ظلمونا حقوقنا التي فرضت لنا عليهم فيقول الله عز وجل وعزتي وجلالي لأدنينكم ولأباعدنهم۔

الترغیب والترهیب، کتاب الصدقات، الترهیب من منع الزکاۃ وماجاء فی زکاۃ الحلی، الجزء الاول، الصفحۃ ۵۳۹، دار الفکر بیروت

(المعجم الاوسط، من اسمہ عبید، حدیث ۴۸۱۳، الجزء الخامس، صفحہ ۱۰۸، دار الحرمین القاهرة)

(۱۱)فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں سے ایک وہ تونگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عزَّوجَلَّ کا حق ادا نہیں کرتا۔[1]

(۱۲) حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اللہ عزَّوجَلَّ نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دے گی جب تک پوری چاروں نہ بجالائے نماز، زکوۃ، روزہِ رمضان، حج بیت اللہ۔[2]

(۱۳)حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور جو زکوۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔[3]

(۱۴)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے

فرماتے ہیں کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ اس کی عزت بڑھائے گا اور جو اللہ کے لئے تواضع کرے اللہ اسے بلند فرمائے گا۔[4]

(۱۵)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے،فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

---

(1)الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، الترھیب من منع الزکاۃ وماجاء فی زکاۃ الحلی، الجزء الاول، الصفحۃ ۵۴۰، دار الفکر بیروت

اس حدیث کے راوی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

(2)عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: أَرْبَعٌ فَرَضَهُنَّ اللهُ فِي الإِسْلاَمِ فَمَنْ جَاءَ (وفی الترغیب والترھیب فمن أتی) بِثَلاَثٍ لَمْ يُغْنِينَ عَنْهُ شَيْئاً حَتَّى يَأْتِيَ بِهِنَّ جَمِيعاً الصَّلاَةُ وَالزَّكَاةُ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَحَجُّ الْبَيْتِ

مسند احمد بن حنبل،، باب حدیث زیاد بن نعیم الحضرمی رضی اللہ عنہ، حدیث ۱۸۲۶۴، الجزء السابع، الصفحۃ ۳۱۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت

الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، الترھیب من منع الزکاۃ وماجاء فی زکاۃ الحلی، الجزء الاول، الصفحۃ ۵۴۱، دار الفکر بیروت

(3)عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: أُمِرْنَا بِإِقَامِ الصَّلاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، فَمَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلا صَلاةَ لَهُ

(المعجم الکبیر للطبرانی، باب من روی عن ابن مسعود انہ لم یکن مع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیلۃ الجن، رقم الحدیث ۱۰۰۹۵، الجزء العاشر، الصفحۃ ۱۲۷، مکتبۃ ابن تیمیۃ القاھرۃ)

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ، المجلّد الثالث صفحہ ۱۴۹، رقم الحدیث ۴۳۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت

(4)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلاَّ عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلاَّ رَفَعَهُ اللهُ

صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب استحباب العفو والتواضع، رقم الحدیث ۶۴۸۷، صفحہ ۱۲۷۹ مطبوعہ دار الفکر بیروت

سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب مَا جَاءَ فِي التَّوَاضُعِ. صفحہ ۴۵۸، رقم الحدیث ۲۰۲۹ مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض

مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، حدیث ۹۲۴۵، الجزء الرابع، الصفحۃ ۴۷۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت

جو شخص اللہ کی راہ میں کسی بھی چیز کا جوڑا[1] خرچ کرے اسے یہ کہہ کر جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے ! یہ بہترین جگہ ہے(اور جنت کے کئی دروازے ہیں)تو جو نمازی ہے دروازۂ نماز سے بلایا جائے گا جو اہل جہاد سے ہے دروازۂ جہاد سے بلایا جائے گا جو اہل صدقہ سے ہے دروازۂ صدقہ سے بلایا جائے گا جو روزہ دار ہے اسے بابُ الرّیان(سیرابی کے دروازے) سے بلایا جائے گا۔صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی "یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پہ قربان،اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے (یعنی مقصود دخولِ جنت ہے وہ ایک دروازے سے حاصل ہے)مگر کوئی ہے ایسا جو سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔فرمایا ہاں اور میں امید کرتا ہوں کہ تم ان میں سے ہو۔[2]

(۱۶) حضور اقدس(ﷺ)فرماتے ہیں کہ جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے[3] اور اللہ نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو تو اسے اللہ تعالیٰ دست راست[4] سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کے لئے پرورش کرتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھڑے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔[5]

(۱۷)ابو ہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے،اس کو تین بار فرمایا پھر سر جھکا لیا تو ہم سب نے سر جھکا لئے اور رونے لگے یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرِ مبارک اٹھا لیا اور چہرۂ اقدس میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا : جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔[6]

---

(1)حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کسی بھی ایک جنس کی دو چیزوں کو جوڑا کہا جاتا ہے جیسے دو درہم،دو دینار،دو کبوتر وغیرہ

(2)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللهِ ، هَذَا خَيْرٌ . فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلاَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلاَةِ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ . فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الأَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ . وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ

صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الریان للصائمین، رقم الحدیث 1897 صفحہ ۴۵۷ دار ابن کثیر بیروت

(3)اسے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

(4)چونکہ اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیت سے پاک ہے اس لیے سیدھا ہاتھ کنایہ ہے اس صدقہ کو اچھی قبولیت سے نوازنے اور فوراً قبول فرمالینے سے۔واللہ اعلم بالصواب

(5)(عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال)(قَالَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ وَلاَ يَقْبَلُ اللهُ إِلاَّ الطَّيِّبَ وَإِنَّ اللهَ يَتَقَبَّلُهَا بِيَمِينِهِ ثُمَّ يُرَبِّيهَا لِصَاحِبِهِ كَمَا يُرَبِّي أَحَدُكُمْ فَلُوَّهُ حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْجَبَلِ (صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ من کسب طیب، رقم الحدیث 1410 صفحہ ۳۴۲، دار ابن کثیر بیروت)

(6)سنن النسائی، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، صفحہ 378، رقم الحدیث 2438 مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض)

(۱۸)حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

"اپنے مال کی زکوٰۃ نکال کہ وہ پاک کرنے والی ہے،تجھے پاک کردے گی اور رشتہ داروں سے حسنِ سلوک کر اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔[1]

(۱۹)حضور ﷺ نے فرمایا :

زکوٰۃ اسلام کاپل ہے۔[2]

(۲۰)حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

جو میرے لئے چھ چیزوں کی کفالت کرے میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔میں نے عرض کی ،وہ کیا ہیں یا رسول اللہ (ﷺ)؟فرمایا (۱)نماز(۲)زکوٰۃ(۳)امانت (۴)شرمگاہ(۵)شکم(۶)زبان[3]

(۲۱)حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو۔[4]

(۲۲)حضرت ابن عمررضی اللہ تعالیٰ عنہماسے مروی ہے کہ حضور ﷺنے فرمایا جو اللہ و رسول پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے اورجو اللہ ورسول پر ایمان لاتا ہے وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ اوررسول ﷺپر ایمان لاتاہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔(طبرانی)[5]

(۲۳)حضور نبی پاک ﷺنے فرمایا کہ زکوٰۃ دے کر اپنے اموال کو مضبوط قلعوں میں محفوظ کر لو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلاؤں کے نزول پر دعاءتضرع سے استعانت کرو۔(طبرانی[6] ،بیہقی)[7]

---

(1)نوٹ:(یہ حدیث کاایک حصّہ مصنّف علیہ الرحمۃنے ذکر کیاہے مکمل حدیث درج ذیل کتاب میں موجود ہے)
مسنداحمدبن حنبل،مسندانس بن مالک رضی اللہ عنہ،حدیث ۱۲۷۲۹ ،الجزءالخامس،الصفحۃ۳۸۵،دارالکتب العلمیۃبیروت)

(2)عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ،قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:"الزَّكَاةُقَنْطَرَةُالإِسْلامِ"
المعجم الاوسط،باب المیم،رقم الحدیث۸۹۳۷،من اسمہ مقدام،الجزءالثامن،الصفحۃ۳۸۰،دارالحرمین بالقاھرۃ
الجامع لشعب الایمان،الثاني والعشرون من شعب الإيمان،التشديدعلى منع زكاة المال،رقم الحدیث۳۰۳۸،الجزءالخامس،الصفحۃ۲۰،مکتبہ الرشد الریاض

(3)المعجم الاوسط،باب المیم،من اسمہ منتصر،حدیث ۸۵۹۹،الجزءالثامن،الصفحۃ۲۶۸،دارالحرمین بالقاھرۃ)

(4)ان تمام اسلامكم أن تؤدوا زكاة أموالكم
مجمع الزوائدمنبع الفوائد،کتاب الزکاۃ،باب فرض الزکاۃ المجلّدالثالث صفحہ۱۴۸ ،رقم الحدیث ۴۳۲۶مطبوعہ دارالکتب العلمیۃبیروت

(5)المعجم الکبیر،باب مجاھدعن ابن عمر،رقم الحدیث ۱۳۵۶۱ ،الجزءالثانی عشر،الصفحۃ۴۲۴،مکتبۃابن تیمیۃالقاھرۃ

(6)المعجم الکبیر باب العین عبداللہ بن مسعودالهذلي يكنى أباعبدالرحمن،رقم الحدیث ۱۰۱۹۶ ،الجزءالعاشر،صفحہ۱۵۸ ،مکتبۃابن تیمیۃالقاھرۃ

(7)الجامع لشعب الایمان،فصل فيمن أتاه الله مالا من غير مسألة،الجزء۸،رقم الحدیث ۳۲۷۹،الجزءالخامس،الصفحۃ۱۸۴ ،مکتبۃالرشدالریاض

(۲۴)حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے مال کی زکوٰۃ ادا کردی بیشک اللہ نےاس سے شر دور فرمادیا۔[1]

(۲۵)حدیث شریف میں ہے کہ ہر وہ صاحبِ خزانہ کہ جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہو گی تو اس کا مال آگ سے گرم کر کے،صاحبِ مال کے چہرہ اور ماتھا اور کروٹیں داغی جائیں گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرمادے اورحساب وکتاب کا دن تمہارے انہی ایام کے مطابق پچاس ہزار سال کا ہوگا۔اب بندہ سوچ لے چاہے تو بہشت کا راستہ اختیا ر کرے چاہے دوزخ کا۔اسی طرح ہر وہ شخص کہ جس کے ہاں بہت سے اونٹ تھے لیکن اس نے ان کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس شخص کو زمین پر لٹا کر اونٹوں کو اس کے اوپر چلایا جائے گا اور اونٹ جو نہی اس کے اوپر چلیں گے تو خوب کود کر اور سخت سے سخت ہاتھ پاؤں سے اس شخص کو روند تے ہوئے جائیں گے اور جب ان میں سے ایک کا گزر ہوگا تو دوسرا اس کے پیچھے اسی طرح کودتا ہوا جائے گاجب ایک دفعہ سارے گزر جائیں گے تو پھر از سر نو آئیں گے۔یہ سلسلہ اس وقت تک رہے گا جب تک بندوں کا حساب مکمل نہ ہو جائےاوریہ اُس دن کا معاملہ ہےجس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے اب بندوں کا اختیا ر ہے چاہے بہشت میں جائیں یا دوزخ میں۔اسی طرح بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے کا حشر ہو گا کہ اسے مٹی پر لٹاکر بکریوں کو اس کے اوپر سے چلایا جائے کا جو اسے سینگوں سے ماریں گی اور پاؤں سے روندیں گی۔ان کا سلسلہ بھی اسی طرح ہوگا کہ ان میں سے ایک جائے گی تو اسکے پیچھے اور آئے گی۔تمام بکریوں کے ختم ہو جانے کے بعد از سر نو سلسلہ شروع ہو گا اور حساب وکتاب کے اختتام تک اس کا یہی حال ہوگا۔اس سے بندے خود سو چیں کہ کون سا راستہ اچھا ہے۔**(روح البیان)**[2]

تارکِ زکوٰۃ سے آخری بات:

عن الحسن، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: حصنوا أموالكم بالزكاة، وداووا امرضاكم بالصدقة، واستقبلوا أمواج البلاء بالدعاء والتضرع
مراسيل أبي داؤد باب في الزكاة، رقم الحديث ۱۰۵، الصفحة ۲۱۰، دار الصميعى الرياض
(1) المعجم الاوسط للطبرانی، باب الألف، من اسمه احمد، رقم الحديث ۱۵۷۹، الجزء الثانی، الصفحة ۱۵۹، دار الحرمين القاهرة

(2) تفسیر روح البیان، پارہ ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت ۳۵ (باختلاف کلماتٍ) جلد ۳ صفحہ ۴۱۹ دار الفکر بیروت

زکٰوۃ نہ دینے کی سزا وعذابِ شدید اوپر مذکور ہوا،لیکن اس سے بد تر عذاب وسزا یہ کہ اس کی نیکیاں بھی برباد۔ اس کی تفصیل اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ' کے رسالہ "اعز الاکتناۃ فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ" (۱۳۰۹)" یعنی زکٰوۃ ادا نہ کرنے والے کے صدقۂ نفلی کے رد کے متعلق نادر تحقیقِ حقیق" اس رسالہ مبارکہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ' نے احادیث مبارکہ کے علاوہ دیگر عجیب و غریب مضامین درج فرمائے ہیں فقیر بعنوان مواعظِ رضویہ اس کا خلاصہ عرض کرتاہے۔

مواعظِ رضویہ

(۱)اے عزیز!ایک بےعقل گنوار کو دیکھ کہ تخم گندم اگر پاس نہیں ہوتاتوبہزار دِقّت قرض دام[1] سے حاصل کرتااور اسے زمین میں ڈال دیتا ہے اس وقت تو وہ اپنے ہاتھوں سے خاک میں ملادیتا ہے مگر امید لگی ہے کہ خدا چاہے تو یہ کھونا بہت کچھ پانا ہوجائے گا۔تجھے اس گنوار کے برابر عقل نہیں،یاجس قدر ظاہری اسباب پر بھروسہ ہے اپنے مالک عزَّوجَلَّ کے ارشاد پر اتنا اطمینان بھی نہیں کہ اپنے مال بڑھانے اور ایک ایک دانہ ایک ایک پیڑ بنانے کو زکٰوۃ کا بیج نہیں ڈالتا۔وہ فرماتا ہے: زکٰوۃ دو تمہارا مال بڑھے گا۔اگر دل میں اس فرمان پر یقین نہیں جب تو کھلا کفر ہے ورنہ تجھ سے بڑھ کر احمق کون؟ کہ اپنے یقینی نفع دین ودنیاکی ایسی بھاری تجارت چھوڑکر دونوں جہانوں کازیاں (نقصان)مول لیتا ہے۔[2]

(۲)اے عزیز ! کیا خدا و رسول کے فرمان کو یونہی ہنسی ٹھٹھا سمجھتا ہے یا پچاس ہزار برس کی مدت میں یہ جانکاہ مصیبتیں جھیلنی سہل جانتا ہے۔ذرا یہیں کی آگ میں ایک آدھ روپیہ گرم کرکے بدن پر رکھ دیکھ پھر کہاں یہ خفیف گرمی،کہاں وہ قہر آگ؟،کہاں یہ ایک ہی روپیہ،کہاں وہ ساری عمر کا جوڑا ہوا مال؟ کہاں یہ منٹ بھر کی دیر،کہاں وہ ہزاروں برس کی آفت۔کہاں یہ ہلکا سا چہکا،کہاںوہ ہڈیاں توڑکرپا ر ہونے والا غضب۔اللہ تعالیٰ مسلمانوں کوہدایت بخشے۔آمین۔[3]

---

(1)بڑی مشکل سے قرض لے کر گندم بیج کے لیے حاصل کرتاہے۔

(2)فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ،جلد ۱۰،صفحہ ۱۷۳،مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرونِ لوہاری دروازہ،لاہور

(3)فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ،جلد ۱۰،صفحہ ۱۷۵مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرون لوہاری دروازہ،لاہور

غرض زکوٰۃ نہ دینے کی جانکاہ آفتیں وُہ نہیں جن کی تاب آسکے، نہ دینے والے کو ہزار سال ان سخت عذابوں میں گرفتاری کی امید رکھنا چاہئے کہ ضعیف البنیان انسان کی کیا جان، اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں سُرمہ ہو کر خاک میں مل جائیں، پھر اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جُھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزَّوجَلَّ کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وُہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے، شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے، نادان سمجھتا ہی نہیں، نیک کام کر رہا ہوں، اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹّی ہے، اس کے قبول کی امید تو مفقود اور اس کے ترک کا عذاب گردن پر موجود۔ اے عزیز! فرض خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ۔ قرض نہ دیجئے اور بالائی بیکار تحفے بھیجئے وُہ قابلِ قبول ہوں گے خصوصاً اس شہنشاہ غنی کی بارگاہ میں جو تمام جہان و جہانیاں سے بے نیاز؟ یوں یقین نہ آئے تو دنیا کے جُھوٹے حاکموں ہی کو آزما لے، کوئی زمیندار مال گزاری تو بند کرلے اور تحفے میں ڈالیاں بھیجا کرے، دیکھو تو سرکاری مجرم ٹھہرتا ہے یا اس کی ڈالیاں کچھ بہبود کا پھل لاتی ہیں! ذرا آدمی اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالے، فرض کیجئے آسامیوں سے کسی کھنڈساری کا رس بندھا ہوا ہے جب دینے کا وقت آئے وُہ رس تو ہر گز نہ دیں مگر تحفے میں آم خربوزے بھیجیں، کیا یہ شخص ان آسامیوں سے راضی ہو گا یا آتے ہوئے اس کی نادہندگی پر جو آزار انھیں پہنچا سکتا ہے ان آم خربوزے کے بدلے اس سے باز آئے گا۔ سبحان اللہ! جب ایک کھنڈساری کے مطالبہ کا یہ حال ہے تو ملک الملوک احکم الحاکمین جل وعلا کے قرض کا کیا پُوچھنا! ۔[1]

(۳) حضور پُر نور سیّدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی المِلّۃ والدّین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب "فتوح الغیب" شریف میں کی گئی جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں:

اس کی کہاوت (مثال) ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہُوا، اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولیٰ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جنابِ اِرشاد فرماتے ہیں: ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے اِسقاط (بچہ ضائع) ہو گیا اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی۔ یعنی جب پُورے دنوں پر اگر اسقاط ہو تو محنت تو پُوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھ حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی، اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہُوا، تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہی۔ اسی کتاب مبارک میں حضور مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

---

(1) فتاویٰ رضویہ کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۷۸، ۱۸۹، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

فان اشتغل بالسنن و النوافل قبل الفرائض لم يقبل منه و اهين۔[1]

یعنی فرض چھوڑ کر سنّت و نفل میں مشغول ہو گا یہ قبول نہ ہوں گے اور خوار کیا جائے گا۔

یُوں ہی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ، نے اس کی شرح میں فرمایا کہ

ترک آنچہ لازم و ضروری ست و اہتمام بآنچہ نہ ضروری است از فائدہ عقل و خرد وراست چہ دفع ضرر اہم ست بر عاقل از جلب نفع بلکہ بحقیقت نفع دریں صورت منتقی است۔[2]

لازم اور ضروری چیز کا ترک اور جو ضروری نہیں اس کا اہتمام عقل و خرد میں فائدہ سے دُور ہے کیونکہ عاقل کے ہاں حصولِ نفع سے دفعِ ضرر اہم ہے بلکہ اس صورت میں نفع منتفی ہے۔(ت)

حضرت شیخ الشیوخ امام شہاب الملّۃ والدّین سُہروردی قدس سرہ العزیز عوارف شریف کے باب الثامن والثلثین میں حضرت خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں:

بلغنا ان اللہ لا یقبل نافلۃ حتی یؤدی فریضۃ یقول اللہ تعالیٰ مثلکم کمثل العبد السوء بداء بالھدایۃ قبل قضاء الدین۔ [3]

ہمیں خبر پہنچی کہ اللہ عزّوجلّ کوئی نفل قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ فرض ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے فرماتا ہے کہاوت تمھاری بد بندہ کی مانند ہے جو قرض ادا کرنے سے پہلے تحفہ پیش کرے۔

تائیداز احادیث مبارکہ

حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے ارشاد گرامی کی تائید احادیث سے ہوتی ہے چند روایات ملاحظہ ہوں

(ا)حضور پُر نور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

أربعٌ فرضھن اللہ فی الإسلامِ فمَنْ جاء بثلاثٍ لم یُغْنِینَ عنہ شیئًا حتی یأتی بِھِنَّ جمیعًا الصلاۃُ و الزکاۃُ و صیامُ رمضانَ و حجُّ البیتِ (رواہ الامام احمد فی مسندہ بسند حسن عن عمارۃ ابن حزم رضی اللہ عنہ)[4]

ترجمہ: چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض کی ہیں جو ان میں سے تین ادا کرے وہ اسے کچھ کام نہ دیں جب تک پوری چاروں نہ بجالائے، نماز، زکوۃ، روزۂ رمضان، حجِ کعبہ۔(اسے امام احمد نے اپنی مسند میں سندِ حسن کے ساتھ حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا)

---

(1)فتوح الغیب مع شرح عبدالحق الدھلوی المقالۃ الثامنۃ والاربعون منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳

(2)فتوح الغیب مع شرح عبدالحق الدھلوی المقالۃ الثامنۃ والاربعون منشی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳

(3)عوارف المعارف ملحق باحیاء العلوم باب ۳۸ فی ذکر آداب الصلوٰۃ الخ مکتبہ و مطبعہ المشھد الحسینی قاھرہ ص ۱۶۸

(4)مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند الشامیین، باب حدیث زیاد بن نعیم الحضرمی رضی اللہ عنہ، حدیث ۱۸۲۶۴، الجزء السابع، الصفحۃ ۳۱۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۲)سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

أُمِرْنَا بِإِقَامِ الصَّلاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، فَمَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلا صَلاةَ لَهُ (رواه الطبرانی فی الكبير بسند صحيح)[1]

ترجمہ: ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔(اسے طبرانی نے المعجم الکبیر میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)

سبحان اللہ! جب زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز، روزے، حج تک مقبول نہیں تو اس نفل خیرات نام کی کائنات سے کیا امید ہے بلکہ انہی سے اصبہانی کی روایت میں آیا کہ فرماتے ہیں:

من أقام الصلاة ولم يؤت الزكاة فليس بمسلم ينفعه عمله[2]

ترجمہ: جو نماز ادا کرے اور زکوٰۃ نہ دے وہ مسلمان نہیں کہ اسے اس کا عمل کام آئے۔

الٰہی! مسلمان کو ہدایت فرما۔آمین!

بالجملہ اس شخص نے آج تک جس قدر خیرات کی، مسجد بنائی، گاؤں وقف کیا، یہ سب امور صحیح ولازم توہوگئے کہ اب نہ دی ہوئی خیرات فقیر واپس کرسکتا ہے نہ کیے ہوئے وقف کو پھیر لینے کا اختیار رکھتا ہے نہ اس گاؤں کی تو فیر ادائے زکوٰۃ، خواہ اپنے اور کسی کام میں صرف کرسکتا ہے کہ وقف بعد تمامی لازم وحتمی ہوجاتا ہے جس کے ابطال کا ہرگز اختیار نہیں رہتا۔

مگر بااین ہمہ جب تک زکوٰۃ پوری پوری نہ ادا کرے ان افعال پر امید ثواب و قبول نہیں کہ کسی فعل کا صحیح ہو جانا اور بات ہے اوراس پر ثواب ملنا، مقبولِ بارگاہ ہونا اور بات ہے مثلاً اگر کوئی شخص دکھاوے کے لئے نماز پڑھے نماز صحیح توہوگئی، فرض اتر گیا، پر نہ قبول ہوگی نہ ثواب پائے گا بلکہ الٹا گناہگار ہو گا یہی حال اس شخص کا ہے۔

اے عزیز! اب شیطانِ لعین کہ انسان کا "عدوّ مبین" (یعنی کھلا دشمن) ہے بالکل ہلاک کر دینے اور یہ ذرا سا ڈورا جو قصدِ خیرات کا لگا رہ گیا ہے جس سے فقراء کو تو نفع ہے اسے بھی کاٹ دینے کے لئے یوں فقرہ

---

(1) المعجم الكبير، كتاب العين، عبدالله بن مسعود الهذلي يكنى أبا عبد الرحمن، رقم الحديث ۹۵۰۰۹، الجزء العاشر، الصفحة ۱۲۷، مكتبة ابن تيمية القاهرة
مجمع الزوائد منبع الفوائد، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ المجلّد الثالث صفحہ ۱۴۹، رقم الحدیث ۴۳۲۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت

(2) الترغيب والترهيب كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة وما جاء فى زكاة الحلى، الجزء الاول، الصفحة ۵۴۰، دار الفكر بيروت

سُجھائے(دھوکہ میں ڈالے)گا کہ جو خیرات قبول نہیں تو کرنے سے کیا فائدہ ؟۔ چلو اِسے بھی دورکر دو اور شیطان کی پوری بندگی بجا لاؤ مگر اللہ عزَّوجَلَّ کو تیری بھلائی اور عذابِ شدید سے رہائی منظورہےوہ تیرے دل میں ڈالے گا کہ اس کے حکمِ شرع کا جواب یہ نہ تھا،جو اس دشمنِ ایمان(شیطان)نے تجھے سکھایا اورر ہاسہا بالکل ہی متمرّدوسرکش بنایا بلکہ تجھے تو(ایسی)فکرکرنی تھی جس کے باعث عذابِ سلطانی سے بھی نجات ملتی اور آج تک کہ یہ وقف و مسجدوخیرات بھی سب مقبول ہو جانے کی امید پڑ تی۔ بھلا غورکرو وہ بات بہتر کہ بگڑتے ہوئے کام پھر بن جائیں،اکارت جاتی محنتیں ازسرنوثمرہ لائیں یا معاذ اللہ یہ بہتر کہ رہی سہی نام کو جو صورتِ بندگی باقی ہے،اسے بھی سلام کیجئے اور کھلے ہوئے سرکشوں، اشتہاری باغیوں میں نام لکھا لیجئے!۔وہ نیک تدبیر یہی ہے کہ زکٰوۃ نہ دینے سے توبہ کیجئے آج تک کہ جتنی زکٰوۃ گردن پر ہے فوراً دل کی خوشی کے ساتھ اپنے رب کا حکم ماننے اوراسے راضی کرنے کو اداکردیجئے کہ شہنشاہِ بے نیاز کی درگاہ میں باغی غلاموں کی فہرست سے نام کٹ کر فرماں بردار بندوں کے دفتر میں چہرہ لکھا جائے۔مہربان مولا جس نے جان عطا کی، اعضاء دیئے ، مال دیا،کروڑوں نعمتیں بخشیں،اس کے حضور منہ اُجالا ہونے کی صورت نظر آئے اور مژدہ ہو،بشارت ہو،نوید ہو، تہنیت[1] ہو کہ ایسا کرتے ہی اب تک جس قدرخیرات دی ہے ،وقف کیا ہے ، مسجد بنائی ہے ان سب کی بھی مقبولیت کی امید ہوگی کہ جس جُرم کے باعث یہ قابل قبول نہ تھے،جب وہ زائل ہوگیا انہیں بھی بِاِذنِ اللہ تعالٰی شرفِ قبولیت حاصل ہو گیا۔چارۂ کارتویہ ہے کہ آگے ہر شخص اپنی بھلائی بُرائی کا اختیار رکھتاہے۔مدتِ دراز گزرنے کے باعث اگر زکٰوۃ کا تحقیقی حساب نہ معلوم ہو سکے توعاقبت پاک کرنے کے لئے بڑی سے بڑی رقم،جہاں تک خیال میں آسکے فرض کر لے کہ زیادہ جائے گا تو ضائع نہ جائے گا بلکہ تیرے رب مہربان کے پاس تیری حاجت کے وقت کے لئے جمع رہے گا،وہ اس کا کامل اجر جو تیرے حوصلہ وگمان سے باہر ہے عطا فرمائے گا اور کم کیا تو بادشاہِ قہّار کا مطالبہ جیسا ہزارروپیہ کا ویسا ہی ایک پیسے کا۔اگر بایں وجہ[2] کہ مال کثیر(ہے)اور قرنوں(مدتوں،کئی سالوں)کی زکوۃ ہے یہ رقمِ وافر دیتے ہوئے نفس کو در د پہنچے گا تو اول تو یہ ہی خیال کر لیجئے کہ قصو ر اپنا ہے(اگر)سال بہ سال دیتے رہتے تو گٹھڑی کیوں بندھ جاتی۔پھر خدائے کریم عزَّوجَلَّ کی مہربانی دیکھئے ، اس نے یہ حکم نہ دیاکہ غیروں ہی کودیجئے بلکہ اپنوں کو

---

(1)مبارکباد،مبارک باد دینا۔

(2)اس وجہ سے

دینے میں دونا ثواب رکھا ہے،ایک تصدّق[1] کا،ایک صلۂ رحم کا۔ تو جو اپنے گھر کے پیارے ، د ل عزیز ہوں جیسے بھائی، بھتیجے ، بھا نجے انہیں دے دیجئے کہ ان کا دینا چنداں ناگوار نہ ہوگا بس اتنا لحاظ کر لیجئے کہ نہ وہ غنی ہوں،نہ غنی باپ زندہ کے نا بالغ بچے ہوں،نہ اُن سے علاقۂ زوجیت یا ولادت ہو یعنی نہ وہ اپنی اولاد میں،نہ آپ ان کی اولاد میں۔پھر اگر رقم ایسی ہی فراواں[2] ہے کہ گویا ہاتھ بالکل خالی ہوا جاتا ہے تو دیئے بغیر تو چھٹکارا نہیں۔خدا کے وہ سخت عذاب ہزاروں برس تک جھیلنے بہت دشوار ہیں۔دنیاکی یہ چند سانسیں تو جیسے بنے گزر ہی جائیں گی،تاہم اگر یہ شخص اپنے اِن عزیزوں کو بہ نیّتِ زکٰوۃ دے کر قبضہ دلائے،پھر وہ ترس کھا کر بغیر اس کے جبرو اِکراہ[3] کے، اپنی خوشی سے بطورِ ہبہ(تحفہ)جس قدر چاہیں واپس کردیں تو سب کے لئے سراسر فائدہ ہے اس کے لئے یہ کہ خدا کے عذاب سے چھوٹا،اللہ تعالٰی کا قرض وفرض ادا ہوا اور مال بھی حلال وپاکیزہ ہوکر واپس ملا۔جو رہا وہ اپنے جگر پاروں کے پاس رہا۔ان کے لئے یہ فائدے ہیں کہ دنیا میں مال ملا، عقبٰی میں اپنے عزیز مسلمان بھائی پر ترس کھانے اور اُسے ہبہ کرنےاور اس کے ادائے زکٰوۃ میں مدد دینے سے ثواب پایا۔پھراگر اِن پر پورا اطمینان ہوتو زکٰوۃ(کا)سالہا سال حساب لگانے کی بھی حاجت نہ رہے گی۔اپنا کل مال بطورِ تصدّق انہیں دے کر قبضہ دِلا دےپھروہ جس قدر چاہیں اِسےاپنی طرف سے ہبہ کردیں۔کتنی ہی زکٰوۃ اس پر تھی سب ادا ہوگئی اور سب مطلب برآئے اور فریقین نے ہر قسم کے دینی ودنیوی نفع پائے۔مولٰی عزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے توفیق عطا فرمائے۔آمین آمین یارب العالمین واللہ تعالی اعلم وعلمہ اتم۔[4](فتاوٰی رضویہ جلد دہم،صفحہ ۱۷۹تا۱۸۳،مطبوعہ جامعہ نظامیہ، لاہور)[5]

مسائل واحکام زکوۃ

زکٰوۃ فرض ہے اور اس کا منکر کا فر، ادا نہ کرنےوالا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں دیر کرنے والا گناہ گار[6] اور مردود الشہادۃ ہے[7]۔

---

(1)صدقہ کرنے کا

(2)بہت زیادہ،وافر

(3)زبردستی

(4)(اللہ تعالٰی سب سے زیادہ جاننے والا ہےاوراس کاعلم کامل واکمل ہے۔)

(۲)ملتقطاًاز فتاوٰی رضویہ کتاب الزکٰوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۷۹تا۱۸۳، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرونِ لوہاری دروازہ،لاہور)

(۳)ملخّص از الفتاوىٰ الهندية، كتاب الزكاة، الباب الاوّل فی تفسيرها وصفتها وشرائطها، جلد ۱ ،صفحہ۱۸۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(7)فتاوٰی رضویہ کتاب الزکٰوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۸۰ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرونِ لوہاری دروازہ،لاہور)

زکٰوۃ کا وجوب چند شرائط پر ہے

(۱)مسلمان ہونا،(کیونکہ)کافر پرزکٰوۃ نہیں۔(۲)بلوغ ،غیرِ بالغ(نابالغ)پرزکٰوۃ نہیں(۳)عقل(بے عقل،مجنون پرزکٰوۃ نہیں)

(۴)آزادہونا،غلام پر نہیں(۵) مال بقدرِنصاب اُس کی ملک میں ہونا(نصاب کی تفصیل کتبِ فقہ میں ہے)

(۶)نصاب کا دین[1] سے فارغ ہونا(۷)پورے مال کا مالک ہونا(مال پہ قبضہ واختیار ہونا) (۸)مالِ نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔حاجت ِاصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس پر زکٰوۃ نہیں جیسے رہنے کا مکان،جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے،خانہ داری کے سامان،سواری کے جانور ،آلات ِحرب،پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لئے حاجت کی کتابیں ،کھانے کا غلہ وغیرہ[2]۔(۹)مال نامی ہویعنی بڑھنے والا خواہ حقیقۃً یا حکماً خلاصہ یہ کہ زکٰوۃ تین قسم کے مال پرہے۔(۱)ثمن(سونا ،چاندی)(۲)مالِ تجارت (۳) سائمہ یعنی جانور۔تفصیل کتب فقہ میں ہے۔(۱۰) سال گزرنا۔سال سے مرادقمری سال مراد ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ ماہ۔

فائدہ:سالِ تمام پر فوراً زکٰوۃ ادا کرنا واجب ہے۔پیشگی ادائیگی کے لئے ماہ رمضان بہتر ہے یہی وجہ ہے کہ اکثر مسلمان اپنی زکٰوۃ ماہ رمضان میں ادا کرتے ہیں۔

مسئلہ:قریبی رشتہ داروں کو زکٰوۃ دینے سے دوگنا ثواب ہے۔ایک صلہ رحمی کا اور ایک تصدّق کا لیکن بہتر اور اعلیٰ دینی،اسلامی طلبہ اور مدارسِ عربیہ میں جمع کرانے کا ہے کہ اس سے علومِ اسلامی کو فروغ ہوگا تو اجر وثواب بے حساب نصیب ہوگا۔

مسئلہ:عزیزوں میں ذی رحم محرم پھر باقی ذی رحم۔

انتباہ:سال پورے ہونے پر فی الفور زکٰوۃ واجب ہو جاتی ہے حتّٰی کہ بغیر عذر تاخیر گناہ ہے اگر اسی حالت میں موت آگئی تو قریب موت گنہگار ہوگا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

”یہی دین میں احوط اور شیطان کے مکر کو دفع کرنے والا اور فقراء مسلمین کے لئے زیادہ نافع ہے“[3]

---

(1)جو چیز وَاجب فِی الذِّمہ(یعنی کسی کے ذمہ واجب) ہو کسی "عقد" مثلاً "بیع" یا "اِجارہ" کی وجہ سے یا کسی چیز کے ہلاک کرنے سے اس کے ذمہ " تاوان" واجب ہوا یا "قرض" کی وجہ سے واجب ہوا،اِن سب کو "دَین" کہتے ہیں۔"دَین" کی ایک خاص صورت کا نام "قرض" ہے جس کو لوگ "دستگرداں(استعمال کے لیے کوئی چیز لینا پھر واپس کر دینا اور اس کے ثبوت کے لیے تحریر نہ لکھنا)" کہتے ہیں ہر "دَین" کو آج کل لوگ "قرض" بولا کرتے ہیں یہ " فقہ " کی اِصطلاح کے خلاف ہے۔(بہار شریعت، حصہ ۱۱،ص ۱۳۰)

(2)الفتاوی الهندیة، کتاب الزکاة، الباب الاوّل فی تفسیرها وصفتها وشرائطها، جلد ۱، صفحه ۱۹۰ قدیمی کتب خانه مقابل آرام باغ کراچی

(3)(فتاویٰ رضویہ، کتاب الزکوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۷۹، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ ،اندرون لوہاری دروازہ،لاہور)

حکایت

حضرت امام محمد باقررضی اللہ عنہ نے ایک قبائے نفیس بنوائی۔طہارت خانے میں تشریف لے گئے وہا ں خیال آیا کہ اسے راہِ خدا میں دیجئے۔فوراًخادم کو بلایا،وہ قریبِ دیوار حاضر ہوا۔حضور نے قبائے معلی اُتارکر دی کہ فلاں محتاج کودے آ۔جب باہرر ونق افروز ہوئے خادم نے عرض کی اس درجہ تعجیل کی کیا وجہ تھی؟ فرمایا:کیا معلوم تھا کہ باہر آتے آتے نیت میں فرق آ جاتا[1]۔

تبصرۂ اویسی غفرلہ

وہ جلیل القدر امام جو آیتِ تطہیر کے سچے مِصداق ہیں پھر ہم تم کون کہ ہر وقت مسخرۂ دستِ شیطان ہیں۔اسی لئے زکٰوۃ دَہندگان کو ضروری ہے کہ وہ زکٰوۃ دینے میں نہایت ہی جلدی کریں۔شرعی مجبوری سے تاخیر ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مصارفِ زکوۃ

کن لوگوں کو زکٰوۃ دینی ہے اس کی تفصیل خود اللہ عزَّوجلَّ نے بتادی اور اس کی تفسیر اس کے پیارے رسولﷺنے بتادی۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے؛

إِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (پارہ۱۰،سورۃ التوبۃ،آیت ۶۰)

ترجمہ کنزالایمان: زکوٰۃ تو انہیں لوگو ں کے لئے ہے (جو)محتاج اورنرے نادار(مسکین)[2] اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں[3] اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے[4] اور گردنیں چھوڑانے میں اور قرض داروں کواور اللہ کی راہ میں اور مسافر کو ،یہ ٹھہرایاہواہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

---

(1)(فتاویٰ رضویہ، کتاب الزکوٰۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۸۴، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرونِ لوہاری دروازہ،لاہور)

(2)مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔وہ سوال کر سکتا ہے

(3)مالِ زکوٰۃ وصول کرنے والے۔

(4)مؤلّفۃ القلوب کے تحت خلیفۂ اعلٰحضرت صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الھادی خزائن العرفان میں لکھتے ہیں؛ان میں سے مولَّفۃ القلوب بِاِجماعِ صحابہ ساقط ہوگئے کیونکہ جب اللہ تبارک وتعالٰی نے اسلام کو غلبہ دیاتواب اس کی حاجت نہ رہی۔یہ اجماع زمانۂ صدیق میں منعقد ہوا۔

احادیثِ مبارکہ

(١)عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ نُعَيْمٍ الْحَضْرَمِيَّ أَنَّهُ سَمِعَ زِيَادَ بْنَ الْحَارِثِ الصُّدَائِيَّ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَبَايَعْتُهُ فَذَكَرَ حَدِيثًا طَوِيلاً قَالَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَعْطِنِي مِنَ الصَّدَقَةِ. فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلاَ غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتَّى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ حَقَّكَ [1]

ترجمہ: عبدالرحمان بن زیاد نے زیاد بن نعیم حضرمی سے جبکہ انھوں نے حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے بیعت ہوا اور طویل حدیث بیان کی۔(آخر میں آپ نے) کہا کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض گزار ہوا کہ مجھے مالِ زکوٰۃ سے کچھ عطا فرمایئے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مالِ زکوٰۃ کے بارے میں کسی نبی وغیرہ کے حکم پر راضی نہیں ہوا۔بلکہ اس کے متعلق خود حکم فرمایا اوراسے آٹھ قسم کے آدمیوں پر تقسیم فرمایا اگر تم ان آٹھ قسموں میں سے ہو تو میں تمھیں تمہارا حق دے دیتا ہوں۔

(٢)عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ: لاَ تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلاَّ لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ لِغَارِمٍ أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ فَأَهْدَاهَا الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ [2]

ترجمہ: زید بن اسلم نے عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ غنی کے لئے صدقہ حلال نہیں مگر پانچ (طرح کے غنی) اشخاص کے لئے (حلال وجائز ہے) (١) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا (٢) صدقہ پر عامل (٣) قرض داروں کے لئے (٤) وہ شخص جو اپنے صدقہ کو مال کے ذریعے سے خرید لے (٥) وہ شخص جس کا ہمسایہ مسکین ہو اور اس نے مسکین کو صدقہ دیا اور اس مسکین نے وہ مال کسی غنی کو ہدیہ میں دے دیا۔

اور احمد و بیہقی کی دوسری روایت میں مسافر کے لئے بھی جواز آیا ہے۔ [3]

(٣) بیہقی نے حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی آپ نے فرمایا:

صدقہ ٔ مفروضہ (یعنی زکوٰۃ وفطرۃ) میں اولاد اور والد کا حق نہیں۔ [1]

---

(1)(سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب من یعطی من الصدقۃ وحد الغِنٰی، الجزء ۵ صفحہ ۲۷۳، رقم الحدیث ۱۶۳۰ مطبوعہ مکتبۃ المعارف، الریاض۔)

(2) سنن ابی داؤد، کتاب الزکاۃ، باب من یجوز لہ أخذ الصدقۃ وھو غنی، جلد ۵، صفحہ ۲۸۴، رقم الحدیث ۱۶۳۵، مطبوعہ مکتبۃ المعارف، الریاض

(3) مسند أحمد، مسند أبی سعید الخدری، رقم الحدیث ۱۱۵۷۲، الجزء الخامس، الصفحۃ ۸۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۴)رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے نبی ہاشم! تم اپنے نفس پر صبر کرو کہ صدقات آدمیوں کے دھوون ہیں۔[2]

امام احمد ومسلم مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے میل ہیں۔[3]

اور ابن سعد کی روایت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ؛

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اور میری اہلِ بیت پر صدقہ حرام فرمادیا۔[4]

اور ترمذی ونسائی وحاکم کی روایت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ہمارے کے لئے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو وہ انہیں میں سے ہے [5]۔

صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدقہ کے خرما (کھجور) میں سے ایک خرما لے کر منہ میں رکھ لیا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تھو تھو" کہ اسے نکال (کر پھینک) دیں پھر فرمایا: کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے [6]۔

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت کے لئے صدقاتِ واجبہ ناجائز ہیں۔

مصارِف کی تفصیل

---

(1) قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَيْسَ لِوَلَدٍ وَلَا لِوَالِدٍ حَقٌّ فِي صَدَقَةٍ مَفْرُوضَةٍ

(السنن الکبری للبیھقی، کتاب قسم الصدقات، باب لا یعطیھا من تلزمہ نفقتہ من ولدہ ووالدیہ من سھم الفقراء والمساکین، رقم الحدیث ۱۳۲۲۹، الجزء السابع، الصفحۃ ۴۵، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

(2) اصْبِرُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ يَا بني هَاشِمٍ فَإِنَّمَا الصَّدَقَاتُ غُسَالَاتُ النَّاسِ

(المعجم الکبیر، أبو حمزۃ الخولانی عن ابن عباس، رقم الحدیث ۱۲۹۸۰، الجزء الثانی عشر، الصفحۃ ۲۳۵، مکتبۃ ابن تیمیۃ القاھرۃ

(3) إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ

صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب ترک استعمال آل النبی ﷺ علی الصدقۃ، رقم الحدیث ۲۳۷۰، صفحہ ۴۹۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت

مسند أحمد، حدیث عبد المطلب بن ربیعۃ، رقم الحدیث ۱۷۹۸۲، الجزء السابع، الصفحۃ ۲۳۸، دار الکتب العلمیۃ بیروت

(4) الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الطبقۃ الثانیۃ من المھاجرین والانصار، عبد المطلب بن ربیعۃ، الجزء الرابع، الصفحۃ ۵۴، مکتبۃ الخانجی بالقاھرۃ

(5) (إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَإِنَّ مَوَالِيَ الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ

سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ عن رسول اللہ، باب ما جاء فی کراھیۃ الصدقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم وأھل بیتہ وموالیہ، صفحہ ۱۶۵، رقم الحدیث ۶۵۷ مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض

السنن الکبری، للنسائي کتاب الزکاۃ، باب مولی القوم منھم، رقم الحدیث ۲۴۰۵، الجزء الثالث، الصفحۃ ۸۶، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

(المستدرک بتعلیق الذھبي کتاب الزکاۃ الجزء ۲ صفحہ ۳۶ رقم الحدیث 1468

(6) صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، باب ما یذکر فی الصدقۃ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ ۳۶۳، رقم الحدیث ۱۴۹۱ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت)

(صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب تَحْرِيمِ الزَّكَاةِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَى آلِهِ، رقم الحدیث ۲۳۶۲ (باختلاف کلماتٍ) صفحہ ۴۸۸ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں۔

(۱) فقیر (۲) مسکین (۳) عامل (۴) رقاب (۵) غارم (۶) فی سبیل اﷲ (۷)ابن السبیل۔

فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہومثلاًرہنے کا مکان ،پہننے کے کپڑے ،خدمت کے لئے لونڈی، غلام،علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں۔یونہی اگر مدیون[1] ہےاور دَین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو فقیر ہے اگر چہ اس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں(ردّالمحتاروغیرہ)[2]۔

مسئلہ: فقیر اگر عالم ہو تو اسے دینا جاہل کودینے سے افضل ہے[3]۔مگرعالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدِّنظرہو،ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں۔ اورمعاذاللہ عالمِ دین کی حقارت اگر قلب میں آئے تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔

(۲)مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے۔فقیر کو سوال ناجائز ہے کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہواُسے بغیر ضرورت ومجبوری سوال حرام ہے۔(عالمگیری)[4]

(۳)عامل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کے لئے مقرر کیا۔اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اُس کو اور اُس کے مددگاروں کو متوسط طور پر کافی ہو مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جووصول کر لا یا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔(درّمختاروغیرہ)[5]

مسئلہ: عامل اگر چہ غنی ہوا پنے کام کی اجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہے تو اس کو مال زکوٰۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اسے لینا بھی نا جائز اگر کسی اور مد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔(عالمگیری)[6]

---

(1)مقروض

(2)(ردالمحتارعلی الدر المختار، کتاب الزکاۃ،بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّکَاۃِوَالْعُشْرِ جلد۳صفحہ ۲۸۴ مکتبہامدادیہملتان باکستان)

(3)الفتاویٰ الهندیۃ،کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف،جلد ۱ ،صفحہ ۲۰۶ قدیمی کتب خانہمقابل آرام باغ کراچی)

(4)الفتاویٰ الهندیۃ،کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف،جلد ۱ ،صفحہ ۲۰۶ قدیمی کتب خانہمقابل آرام باغ کراچی)

(5)(ردالمحتارعلی الدر المختار، کتاب الزکاۃ،بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّکَاۃِوَالْعُشْرِ جلد۳صفحہ ۲۸۴ مکتبہامدادیہملتان باکستان)

(6)(ازالفتاویٰ الهندیۃ،کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف،جلد ۱ ،صفحہ ۲۰۶ قدیمی کتب خانہمقابل آرام باغ کراچی)

مسئلہ: زکوٰۃ کا مال عامل کے پاس سے جاتا رہا تو اب اسے کچھ نہ ملے گا مگر دینے والوں کی زکاتیں ادا ہو گئیں۔(عالمگیری) (1)

مسئلہ: کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ خود لے جاکر بیت المال میں دے آیا تو اس کا معاوضہ عامل نہیں پائے گا۔(عالمگیری) (2)

مسئلہ: وقت سے پہلے معاوضہ لے لیایا قاضی نے دیدیا یہ جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے نہ دیں اگر پہلے لے لیا اور وصول کیا ہوا مال ہلاک ہوگیا تو ظاہر یہ کہ واپس نہ لیں گے۔(عالمگیری) (3)

(۴)رقاب سے مراد مکاتب غلام(4) کو دینا کہ اس مالِ زکوٰۃ سے بدلِ کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا رہا کرے۔(کتب عامہ) (5)

مسئلہ: غنی کے مکاتب کو بھی مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر چہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے۔مکاتب پورا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگیا اور پھر بدستور(پہلے کی طرح)غلام ہو گیا تو جو کچھ اُس نے مال زکوٰۃ لیا ہے اس کو مولیٰ تصرف میں لا سکتا ہے اگر چہ غنی ہو۔(درّ مختار وغیرہ) (6)

مسئلہ: مکاتب کوجوزکوٰۃ دی گئی وہ غلامی سے رہائی کے لئے ہے مگر اب اِسے اِختیارہے دیگرمصارف میں بھی خرچ کر سکتا ہےاگرمکاتب کے پاس بقدر نصاب مال ہے اور بدل کتابت سے بھی زیادہ ہے جب بھی زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔(ردّالمحتار)(7)مگر ہاشمی کے مکاتب کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔(عالمگیری)(8)

(۵)مسئلہ: غارم سے مرادمدیون(قرض دار)ہے یعنی اس پر اتنا دَین ہو کہ اسے نکالنے کے بعدنصاب باقی نہ رہےاگرچہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو۔(درّ مختار وغیرہ) (9)۔

---

(1)الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱ ، صفحہ ۲۰۶ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(2)الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱ ، صفحہ ۲۰۶ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(3)حوالہ مذکورہ۔

(4)مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس سے اس کے آقا نے اس کی آزادی کے لئے کچھ قیمت ادا کرنا طے کی ہو۔فی زمانہ رِقاب موجود نہیں

(5)الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱ ، صفحہ ۲۰۶ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(6)(الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۷ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(7)(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّکَاۃِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۸۷ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(8)الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱ ، صفحہ ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(9)(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّکَاۃِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۸۹ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(۶)فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا۔اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہےسواری اورزادِ راہ اس کے پاس نہیں،تواسے مال زکٰوۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہے اگر چہ وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اوراس کے پاس مال نہیں اس کو زکٰوۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کے لئے سوال کرنا جائز نہیں یا طالبعلم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتاہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا میں دینا ہے بلکہ طالبعلم سوال کر کے بھی مالِ زکٰوۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لئے فارغ کررکھا ہواگر چہ کسب پر قادر ہو یونہی ہر نیک بات میں زکٰوۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطور تملیک ہو کہ بغیر تملیک زکٰوۃ ادا نہیں ہو سکتی۔(درّمختاروغیرہ) (1)

مسئلہ:بہت سے لوگ مال زکٰوۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مال زکٰوۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اورغریب طلبہ پر صرف کرے،کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکٰوۃ ادا نہ ہو گی۔(بہارشریعت حصّہ پنجم،باب "مال زکاۃ کن لوگوں پرصَرف کیاجائے")

(۷)ابنُ السبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا،زکٰوۃ لے سکتا ہے اگر چہ اُس کے گھر مال موجود ہومگر اُسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہوجائے،زیادہ کی اجازت نہیں۔یوہیں اگر مالکِ نصاب کا مال کسی میعاد تک کیلئے دوسرے پر دَین ہے اور ہنوز(ابھی تک)میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اُسے ضرورت ہے یا جس پر اُس کا آتاہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا دین سے منکر ہے اگر چہ یہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں میں بقدر ضرورت زکٰوۃ لے سکتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔(عالمگیری، درّمختار) (2)

اوراگر دَین معجّل ہےیا میعاد پوری ہوگئی اورمدیون غنی حاضرہے اور اقرار بھی کرتا ہے تو زکٰوۃ نہیں لے سکتا کہ اُس سے لے کر اپنی ضرورت میں صرف کر سکتا ہے لہٰذا حاجت مند نہ ہوا۔اوریادرکھنا چاہیے کہ قرض جسے عرف میں لوگ دستگرداں کہتے ہیں شرعاً ہمیشہ معجّل ہوتا ہے کہ جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے اگر چہ ہزار عہد وپیمان ووثیقہ و تمسک کے ذریعہ سے اس میں معیاد مقرر کی ہو کہ اتنی مدّت کے بعد دیا جائے گا اگرچہ یہ لکھ دیا ہو کہ

---

(1)ملتقط من ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۸۹ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(2)ملتقطاً از الفتاوىٰ الهندية، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ ۲۹۰ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

اُس میعادسے پہلے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اگر مطالبہ کرے تو باطل و نا مسموع (قابل قبول نہ) ہوگا کہ یہ سب شرطیں باطل ہیں اور قرض دینے والے کو ہر وقت مطالبے کا اختیار ہے۔**(درمختاروغیرہ)** [1]

مسئلہ:مسافر یا اس مالک نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر دَین ہے بوقتِ ضرورت مالِ زکوٰۃ بقدرِ ضرورت لیا پھر اپنا مال مل گیا مثلاًمسافر گھر پہنچ گیا یا مالک ِنصاب کا دَین وصول ہو گیا،جو کچھ زکوٰۃ میں کا باقی ہے اب بھی اپنے صرف(استعمال) میں لا سکتا ہے۔[2]

مسئلہ:زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دے دے۔خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مالِ زکوٰۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدرِنصاب دے دینا مکروہ مگردےدیا تو اداہو گئی۔ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینامکروہ اُس وقت ہےکہ وہ فقیر مدیون نہ ہو اور مدیون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔یوں ہی اگر وہ فقیربال بچوں والاہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے مگر اہل وعیا ل پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔(عالمگیری)[3]

قواعدِ مصارف

قاعدہ1: زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں اباحت کافی نہیں لہٰذا مالِ زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دَین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا،پل ،سرائے،[4] مدرسہ، سقایہ[5] سڑک بنوا دینا ،نہر یا کنواں کھدوادینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب و غیرہ خرید کر وقف کر دینا نا کافی ہے۔(جوہرہ،تنویر،عالمگیری) [6]

مسئلہ: فقیر

---

(1)بہارشریعت جلداوّل حصّہ پنجم،مال زکوٰۃ کن لوگوں کودیا۔

(2)بہارشریعت جلداوّل حصّہ پنجم،مال زکوٰۃ کن لوگوں کودیا۔

(3)الفتاویٰ الھندیۃ،کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف،جلد ۱ ،صفحہ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(4)مسافر خانہ۔

(5)پانی پلانا،پانی کی سبیل۔

(6)(از الجوھرۃ النیرۃ،کتاب الزکاۃ،باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لا یجوز،الجزء ۱ صفحہ۳۱۳ مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاھور)

الفتاویٰ الھندیۃ،کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف،جلد ۱ ،صفحہ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

پر دَین ہے اس کے کہنے سے مال زکٰوۃ سے وہ دَین ادا کیا گیا زکٰوۃ ادا ہو گئی اور اگر اس کے حکم سے نہ ہو تو زکٰوۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مرگیااوریہ دَین مالِ زکٰوۃ سے اداکردیں تو زکٰوۃ ادا نہ ہوگی۔(درمختار)[1]ان چیزوں میں مالِ زکٰوۃ صرف کرنے کا حیلہ مشہورہے اوروہ جائز ہے۔

قاعدہ2: اپنی اصل یعنی ماں ،باپ ،دادا ،دادی،نانا، نانی وغیرہ جن کی اولاد میں یہ ہے اور اپنی اولاد بیٹا،بیٹی ،پوتا، پوتی، نواسہ،نواسی وغیرہم کو زکٰوۃ نہیں دے سکتا۔یونہی صدقہ فطر ونذر وکفارہ بھی انہیں نہیں دے سکتا۔رہا صدقہٗ نفل وہ دے سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔(عالمگیری،ردالمحتاروغیرہ)[2]

مسئلہ:بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے اسے زکٰوۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔(ردالمحتار)[3]

مسئلہ: ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کرکے زکٰوۃ دینا چاہتاہے کہ یہ فقیر کو دیدے،پھر فقیر اُنہیں دے یہ مکروہ ہے۔(ردالمحتار)[4]یونہی حیلہ کرکے اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ:اپنے یا اپنی اصل یا اپنی فرع یا اپنے زوج یا اپنی زوجہ کے غلام یا مکاتب یا مدبر یا امّ ولد یا اس غلام کو جس کے کسی جز کا یہ مالک ہوا اگر چہ بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو زکٰوۃ نہیں دے سکتا۔(عالمگیری)[5]

مسئلہ:عورت شوہر کو اور شوہر عورت کو زکٰوۃ نہیں دے سکتا اگر چہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو جب تک عدت میں ہے اور عدت پوری ہو گئی تو اب دے سکتا ہے۔(درِمختار،ردالمختار)[6]

(الدر المختارشرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ۱۳۷ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

(1)(الدر المختارشرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ۱۳۷ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

(2)(الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

ردالمحتارعلی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، تعریف الزکوٰۃ جلد ۳ صفحہ۱۷۳ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(3)ردالمحتارعلی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ۲۹۳ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(4)يُكْرَهُ أَنْ يُحْتَالَ فِي صَرْفِ الزَّكَاةِ إلَى وَالِدَيْهِ الْمُعْسِرَيْنِ بِأَنْ تَصَدَّقَ بِهَا عَلَى فَقِيرٍ ثُمَّ صَرَفَهَا الْفَقِيرُ إلَيْهِمَا كَمَا فِي الْقُنْيَةِ

ردّالمحتار کتاب الزکاۃ، باب المصرف، تحت قولہ و قدّمنا انّ الحیلۃ، جلد۳، صفحہ ۲۹۴ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

(5)(از الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ۲۰۷ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)

(6)الدر المختارشرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ۱۳۷ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

ردالمحتارعلی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ۲۹۴ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)

قاعدہ3: جو شخص مالکِ نصاب ہو(جب کہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکا ن،سامان خانہ داری ، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہلِ علم کے لئے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجت اصلیہ سے ہیں اوروہ چیز ان کے علاوہ ہوا اگر چہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگر چہ وہ مال نامی نہ ہو)ایسے کو زکٰوۃ دینا جائز نہیں(ردالمحتار)[1] اورنصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اس کی قیمت دوسودرہم ہو اگرچہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اس پرزکٰوۃ واجب ہو مثلاً چھ تو لہ سونا جب دوسو درہم قیمت کاہوتوجس کے پاس ہے اگرچہ اس پر زکٰوۃواجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس شخص کو زکٰوۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا بیس گائیں ہوں جن کی قیمت دوسودرہم ہےاس کوزکٰوۃ نہیں دے سکتے اگر چہ اس پرزکٰوۃ واجب نہیں یا اس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لئے بھی نہیں اور وہ دو سو درہم کے ہیں تو اسے زکٰوۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ: صحیح تندرست کو زکٰوۃ دے سکتے ہیں اگر چہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر اسے سوال کرنا جائز نہیں۔(عالمگیری وغیرہ)[2]

مسئلہ: جو شخص مالک نصاب ہے اس کے غلام کو بھی زکٰوۃ نہیں دے سکتے اگر چہ غلام اپاہج ہواور اس کا مولیٰ کھانے کو بھی نہیں دیتا یا اس کا مالک غائب ہو مگر مالک نصاب کے مکاتب کو اور اس ماذون کو دے سکتے ہیں جو خود اور اس کا مال دَین میں مستغرق ہو۔یوہیں غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہوں۔(عالمگیری، درِمختار)[3]

مسئلہ: غنی کی بیوی کو دے سکتے ہیں جبکہ مالکِ نصاب نہ ہو یونہی غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے(عالمگیری)۔[4]

مسئلہ: جس عورت کا دَینِ مہر اس کے شوہر پر باقی ہے۔اگر چہ وہ بقدرِنصاب ہو،اگر چہ شوہر مال دار ہو،ادا کرنے پر قادر ہو اُسے زکٰوۃ دے سکتے ہیں۔(جوہرہ نیّرہ)[1]

---

(1)ردالمحتارعلی الدر المختار، کتاب الزکاۃ،بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ۲۹۷ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)
(2)الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)
(3)الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی
الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
(4)الفتاویٰ الھندیة، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

مسئلہ: جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے اگر چہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔[2]

مسئلہ: جس کے پاس دکان یا مکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اس کی قیمت مثلاً تین ہزار ہو مگر کرایہ اتنا نہیں جو اس کی اور بال بچوں کی خورش (خوراک) کو کافی ہو سکے تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یوہیں اس کی ملکیت میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خورش کے لئے کافی ہو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر چہ کھیت کی قیمت دو سو درہم یا زائد ہو۔(فتاوی عالمگیری، ردالمحتار)[3]

مسئلہ: جس کے پاس کھانے کو غلہ ہو جس کی قیمت دو سو درہم ہو اور وہ غلہ سال بھر کو کافی ہے جب بھی اس کو زکوٰۃ دینا حلال ہے۔(ردالمحتار)[4]

مسئلہ: جاڑے کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی۔حاجت اصلیہ میں ہیں وہ کپڑے اگر چہ بیش قیمت ہوں زکوٰۃ لے سکتا ہے جس کے پاس رہنے کا مکا ن حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت نہیں یہ شخص زکوٰۃ لے سکتا ہے۔(ردالمحتار)[5]

مسئلہ: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان ، پہننے کے کپڑے ،استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں۔دوسری وہ چیزیں جو حاجت اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لئے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے۔ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے تو عورت غنی ہے زکوٰۃ نہیں لے سکتی ۔(ردالمحتار)[6]

---

(1) مصنّف نے اختلاف ذکر کرنے کے بعد امام اعظم اور امام محمد علیہما الرحمۃ کے مؤقف کو درست قرار دیتے ہوئے لکھا کہ
وَالْأَصَحُّ قَوْلُهُمَا وَإِنْ كَانَ لَهَا مَهْرٌ يَبْلُغُ مِائَتَيْ دِرْهَمٍ إِنْ كَانَ مُعْسِرًا يَجُوزُ لَهَا الْأَخْذُ
الجوهرة النيرة، کتاب الزکاة، باب من یجوز دفع الصدقة الیه ومن لا یجوز، الجزء ۱ صفحہ ۱۶۳ مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور
(2) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
(3) الفتاوىٰ الهندية، کتاب الزکاة، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی
ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
(4) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
(5) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان
(6) ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاة، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۲۹۶ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

مسئلہ: موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان کی زکوٰۃ واجب نہیں مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکوٰۃ لے نہیں سکتا۔(درمختاروغیرہ) [1]

مسئلہ: جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریاتِ مکان باورچی خانہ ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔(عالمگیری)[2]

قاعدہ:۴)---- بنی ہاشم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے نہ غیر انہیں دے سکے نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبد المطلب کی اولادیں ہیں۔ان کے علاوہ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی اعانت نہ کی مثلاً ابو لہب کہ اگر چہ یہ کافر بھی حضرت عبد المطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔(عالمگیری)[3]

مسئلہ: بنی ہاشم کے آزاد کئے ہوئے غلاموں کو بھی نہیں دے سکتے تو جو غلام ان کی ملک میں ہیں انہیں دینا بطریق اولیٰ ناجائز۔(درمختاروغیرہ کتب عامہ)[4]

مسئلہ: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے لہٰذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔[5]

مسئلہ: صدقہ نفل اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔(درمختار) [6]

قاعدہ:۵)---- جن لوگوں کی نسبت کہا گیا کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوا عامل کے کہ اس کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگر چہ غنی ہو اس وقت حکمِ فقیر میں ہے باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔(درمختاروغیرہ)[1]

---

(1)الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار کتاب الزکاۃ، شرط صحۃ اداء الزکوٰۃ الصفحۃ ۱۲۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

(بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۵، مسئلہ ۳۷ ص ۹۳۰)

(2)الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱ ، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(3)الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱ ، صفحہ ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(4)الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار کتاب الزکاۃ، باب المصرف الصفحۃ ۱۳۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان

،(مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر، كتاب الزكاة، بَابٌ فِي بَيَانِ أَحْكَامِ الْمَصْرِفِ الجزء ۲، صفحہ ۲۲۵)

(5) بہارِ شریعت، ج۱، حصہ ۵، مسئلہ ۳۷ ص ۹۳۰

(6)(الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

مسئلہ: جو شخص مرض الموت میں ہے اس نے زکوٰۃ اپنے بھائی کودی اور یہ بھائی اس کا وارث ہے تو زکوٰۃ عند اللہ ادا ہو گئی مگر باقی وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سے اس زکوٰۃ کو واپس لیں کہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وارث کے لئے بغیر اجازت دیگر ورثہ وصیت صحیح نہیں۔(ردالمحتار) [2]

مسئلہ: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کام کرتا ہے اسے زکوٰۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اسے دی جس نے اس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے ہاں اگر عوض کہہ کردی تو ادا نہ ہوئی عید بقر عیدمیں خدّام[3] مرد وعورت کو عیدی کہہ کردی تو ادا ہوگئی۔(جوہرہ،عالمگیری)[4]

مسئلہ: جس نے تحری کی یعنی سوچا اوردل میں یہ بات جمی کہ اس کوزکوٰۃ دے سکتے ہیں اورزکوٰۃ دے دی بعدمیں ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکوٰۃ ہے یا کچھ حال نہ کھلا تو ادا ہو گئی اوراگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یاہاشمی کا غلام تھا یا ذمی تھا جب بھی ادا ہو گئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حربی تھا تو ادا نہ ہوئی،اب پھر دے۔

یہ بھی تحری ہی کے حکم میں ہے کہ اُس نے سوال کیا۔اس نے اُسے غنی نہ جان کر دے دیایا وہ فقیروں کی جماعت میں انہیں کی وضع میں تھا اسے دیدیا۔ (عالمگیری،درّمختارمع ردّ المحتار)[5]

مسئلہ: اگر بے سوچے سمجھے دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی ورنہ ہو گئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یا کی مگر کسی طرف دل نہ جمایا تحری کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جبکہ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو ہوگئی۔
(عالمگیری وغیرہ) [6]

---

(1)ماخوذاز(الدرالمختارشرح تنویرالابصاروجامع البحار، کتاب الزکاۃ،باب المصرف، صفحہ۱۳۷ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان
(2)ردالمحتارعلی الدرالمختار، کتاب الزکاۃ،بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ۲۹۳ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)
(3)خادم کی جمع،ملازم،نوکر۔
(4)(الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الزکاۃ،باب من یجوز دفع الصدقۃ الیہ ومن لایجوز،الجزء۱ صفحہ۱۹ ۳مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاھور)
(الفتاویٰ الھندیۃ،کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف، جلد۱، صفحہ ۲۰۹ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)
(5)(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف، جلد۱، صفحہ۲۰۸، ۲۰۹ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی)
ردالمحتارعلی الدرالمختار، کتاب الزکاۃ،بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد۳ صفحہ۳۰۳، ۳۰۲مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان)
(6)الفتاویٰ الھندیۃ،کتاب الزکاۃ،الباب السابع فی المصارف، جلد۱، صفحہ۲۰۹، ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

مسئلہ: زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاًاپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھرماموں اور خالہ کو پھر ان کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔(جوہرہ،عالمگیری)[1]

حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : اے امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ داراس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے۔قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔(ردالمحتار)[2]

مسئلہ: دوسرے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جبکہ وہاں اُس کے رشتہ والے ہوں تو ان کے لئے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگو ں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیزگار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالب علم کے لئے بھیجے یا زاہدوں کے لئے یا دارالحرب میں ہے اور زکوٰۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سال تمام سے پہلے ہی بھیج دے ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلاکراہت جائز ہے۔(عالمگیری،درمختار)[3]

مسئلہ: شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقراء کو زکوٰۃ دی جائے اور صدقہ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے اگر خود ایک شہر میں ہےاُس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقراء پر صدقہ فطر تقسیم کرے۔(جوہرہ،عالمگیری)[4]

مسئلہ: بد مذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔(درمختار)[5]

---

(1)الجوھرۃالنیرۃ، کتاب الزکاۃ،باب من یجوز دفع الصدقۃالیہ ومن لایجوز، الجزء ۱ صفحہ ۳۲۰ مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاھور
(الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹، ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(2)قال: "یا أمة محمد والذي بعثني بالحق لا یقبل اللہ صدقة من رجل وله قرابة محتاجون إلی صلته ویصرفها إلی غیرهم والذي نفسي بیده لا ینظر اللہ إلیه یوم القیامة
(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الزکاۃ، باب الصدقۃ علی الاقارب الخ، المجلّد الثالث صفحہ ۲۲۳، رقم الحدیث ۴۶۵۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت
ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الزکاۃ، بَابُ الْمَصْرِفِ أَيْ مَصْرِفِ الزَّكَاةِ وَالْعُشْرِ جلد ۳ صفحہ ۳۰۴ مکتبہ امدادیہ ملتان پاکستان

(3)الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹، ۲۰۸ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(4)الجوھرۃالنیرۃ، کتاب الزکاۃ،باب من یجوز دفع الصدقۃالیہ ومن لایجوز، الجزء ۱ صفحہ ۳۱۹ مکتبہ رحمانیہ اقرأ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاھور
از الفتاویٰ الھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، جلد ۱، صفحہ ۲۰۹ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

(5)الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، صفحہ ۱۳۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

جب بد مذہب کا یہ حکم ہے تو وہابی دیوبندی کہ توہینِ خدا و تنقیصِ شانِ رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں جن کو اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر ومرتد فرمایا اگر چہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں،انہیں زکٰوۃ دینا حرام وسخت حرام ہے اور دی تو ہر گز ادا نہ ہو گی۔

انتباہ:

اس بلاء میں بعض اہلسنّت مالدارعشقِ رسول اللہ ﷺ کا دعوٰی کرنے والے زیادہ مبتلا ہیں اورخوش ہیں کہ ہم نے دین کی خدمت کرلی ،حالانکہ جانتے ہیں کہ اس نے بد مذہب کے مدارس میں امداد کی ہے اور دل بہلا رہے ہیں کہ زکٰوۃ ادا ہوگئی۔انہیں یا د رہنا چاہیے کہ زکٰوۃ ادا نہ ہوئی،اس کا حساب ہوگا، مزید سزا ہوگی کہ ان کی مدد کر دی جو تمہاری زکٰوۃ کھاکر رسول اللہﷺ کی گستاخی کرینگے ان کی اس شرارت کی سزا بھی تمھیں بھگتنی پڑے گی۔(وماعلینا الا البلاغ)

گدا گر اور زکوۃ

ہر ملک بالخصوص ہمارے ملک پاکستان میں گداگروں کی فوج بحرِموج زکٰوۃ بٹورنے کے بڑے ماہر ہیں۔فقیر نے گدا گری پر کتاب لکھی ہے تفصیل اُس میں ہے[1]۔یہاں یہ عرض کرنا ہے کس قسم کے گداگر کو زکٰوۃ دینا جائز ہے

فتاوٰی رضویہ صفحہ ۲۵۳[2]میں ہے کہ

گدائی تین قسم ہے

---

(1) گدا گری اوراس کا علاج، قطبِ مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی

(2) فتاوٰی رضویہ کتاب الزکٰوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۲۵۴، ۲۵۳ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ، اندرونِ لوہاری دروازہ، لاہور

(۱) ایک غنی مالدار جیسے اکثر جوگی سادھوبچے[1]۔ اِنہیں سوال کرنا حرام اور انہیں دینا حرام اوراِن کے دیئے(یعنی ان کودینے)سے زکوٰۃ(ادا)نہیں ہوسکتی،فرض سر پر باقی رہے گا۔

(۲)دوسرے وہ کہ واقع میں(حقیقت میں)قدرِنصاب کے مالک نہیں مگر قوی و تندرست کسب(کمانے)پر قادر ہیں اور سوال کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں جو اُن کے کسب سے باہر ہو،کوئی حرفت یا مزدوری نہیں کی جاتی ،مفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس کے لئے بھیک مانگتے پھرتے ہیں انہیں سوال کرنا حرام اور جو کچھ انہیں اس سے ملے وہ ان کے حق میں خبیث کہ حدیث شریف میں ہے

لاَ تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ وَلاَ لِذِی مِرَّةٍ سَوِیٍّ(ترمذی)[2]

ترجمہ: صدقہ حلال نہیں کسی غنی کے لئے اور نہ کسی توانا و تندرست کے لئے۔

انہیں بھیک دینا منع ہے کہ معصِیت پر اعانت[3] ہے۔لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہو کر کچھ محنت مزدوری کریں۔

قال اللہ تعالیٰ : وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ (پارہ ٦،سورۃ المآئدہ،آیت ۲)

ترجمہ کنزالایمان:اورگناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

مگر ان کے دیئے سے زکٰوۃ ادا ہو جائے گی جب کہ اور کو ئی مانعِ شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں

قال اللہ تعالیٰ : اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ ۔(پارہ۱۰ ،سورۃ التوبہ،آیت ٦۰)

ترجمہ کنزالایمان:زکوٰۃ توانہیں لوگوں کے لئے ہے(جو)محتاج(ہیں)۔

(۳)تیسرے وہ عاجز و ناتواں کہ نہ مال رکھتے ہیں،نہ کسب پر قدرت ، جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے پر قادر نہیں، انہیں بقدرِ حاجت سوال حلال اور اس(سوال)سے جو کچھ ملے(وہ)ان کے لئے طیّب اور یہ عمدہ مصارفِ زکٰوۃ سے ہیں اور انہیں دینا باعثِ اجرِ عظیم۔یہی ہیں وہ جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔**واللہ تعالیٰ اَعلَمُ**

سوال:زکوٰۃ کن مصارف میں دینا جائز ہے۔**بینواتوجروا**

---

(1)درویش کوجوگی،سادھوکہتے ہیں،یہاں کنایۃ ہے مکّارسے،وہ انسان جوسادھوؤں کا بھیس بدل کرلوگوں کودھوکہ دے۔

(2)عَنْ عَبْدِاللہِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:لاَتَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِیٍّ وَلاَ لِذِی مِرَّةٍ سَوِیٍّ
سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ عن رسول اللہ، باب ماجاء من لاتحل لہ الصدقۃ، صفحہ ۱٦۴ ،رقم الحدیث ٦۵۲ مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض

(3)گناہ کے کام پر مدد کرنا ہے۔

الجواب: مصرفِ زکوٰۃ ہر مسلمان حاجتمند جسے اپنے مالِ مملوک[1] سے مقدارِ نصاب فارغ عن الحوائجِ الا صلیہ[2] پر دسترس نہیں بشرطیکہ نہ ہاشمی ہو، نہ اپنا شوہر، نہ اپنی عورت، اگر چہ طلاق مغلظہ دے دی ہو جب تک عدت سے باہر نہ آئے، نہ وہ جو اپنی اولاد میں ہے جیسے بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی، نہ وہ جن کی اولاد میں یہ ہے جیسے ماں باپ اور دادا دادی، نانانانی اگر چہ یہ اصلی وفروعی رشتے عیاذاًباللہ[3] بذریعہ زنا ہوں، نہ اپنا یا ان پانچوں قسم میں کسی کا مملوک ہواگرچہ مکا تَب ہو، نہ کسی غنی کا غلامِ غیر کا تب، نہ مردِ غنی کا نا بالغ بچہ، نہ ہاشمی کا آزاد بندہ اور مسلمان حاجت مند کہنے سے کافرو غنی پہلے ہی خارج ہو چکے۔ یہ سولہ(۱۶) شخص ہیں جنہیں زکوٰۃ دینی جائز نہیں۔

اِن کے سوا سب کو روا(سب کو دینا جائز) مثلاً ہاشمیہ بلکہ فاطمیہ عورت کا بیٹا جب کہ باپ ہاشمی نہ ہو کہ شرع میں نسب باپ سے ہے۔ بعض مشہورین کہ ماں کے سیّدانی ہونے سے سیّد بن بیٹھے اور باوجود تفہیم[4] اس پر اصرار کرتے ہیں بحکمِ حدیثِ صحیح مستحقِ لعنتِ الٰہی ہوتے ہیں۔

والعیاذباللہ وقداوضحناذلک فی فتاونا(اللہ تعالیٰ کی پناہ اور ہم نے اسے اپنے فتاوی میں خوب واضح کردیا ہے)

اسی طرح غیر ہاشمی کا آزاد بندہ اگرچہ خود اپنا ہی ہو، یا اپنے اصول و فروع و زوج و زوجہ و ہاشمی کے علاوہ کسی غنی کا مکاتب یا زنِ غنیہ[5] کا نا بالغ بچہ اگرچہ یتیم ہو یا اپنے بہن بھائی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں بلکہ انہیں دینے میں دونا(دوگنا) ثواب ہے۔(ایک تو) زکوٰۃ و(دوسرا) صلہٗ رحم۔ یا اپنی بہو یا داماد یا ماں کا شوہر یا باپ کی عورت یا اپنے زوج یا زوجہ کی اولاد کہ اِن سولہ کو بھی دینا روا(دینا جائز ہے) جبکہ یہ سولہ اول سولہ سے نہ ہوں، از انجا[6] کہ اُنھیں اُن سے مناسبت ہے جس کے باعث ممکن تھا کہ ان میں ہی عدمِ جواز کا وہم جاتا۔ لہٰذا فقیر نے انہیں بالتخصیص شمار کر دیا اور نصابِ مذکور پر دسترس نہ ہونا چند صورت کو شامل؛

(۱) ایک یہ کہ سرے سے مال ہی نہ رکھتا ہو، اسے مسکین کہتے ہیں۔

(۲) دوم (یہ کہ) مال ہو مگر نصاب سے کم، یہ فقیر ہے۔

---

(1) وہ مال جو اس کی ملک میں ہو۔

(2) حوائج حاجت کی جمع، بمعنی ضروریات، بنیادی ضروریات جیسے مکان، لباس، سواری، خوراک وغیرہ

(3) اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

(4) سمجھانے کے باوجود۔

(5) غنی بیوی۔

(6) اس جگہ پہ اگرچہ

(۳)سوم(یہ ہے کہ)نصاب بھی ہو مگر حوائج اصلیہ[1] میں مستغرق[2] جیسے مدیون۔

(۴)چہارم حوائج سے بھی فارغ ہو مگر اسے دسترس نہیں جیسے ابنُ السبیل یعنی مسافر جس کے پاس خرچ نہ رہا تو بقدرِ ضرورت زکٰوۃ لے سکتا ہے، اس سے زیادہ اِسے لینا روا نہیں یا وہ شخص جس کا مال دوسرے پر دَین موٗجل[3] ہے اور ہنوز(ابھی تک)میعاد نہ آئی۔اب اسے کھانے پہننے کی تکلیف ہے تو میعاد آنے تک بقدرِ حاجت لے سکتا ہے یا وہ جس کا مدیون غائب ہے یا لے کر مُکر گیا[4] اگر چہ ثبوت رکھتا ہو کہ ان سب صورتوں میں دسترس نہیں۔

بالجملہ مدارِ کار حاجتمندی[5] بمعنی مذکور پر ہے تو جو نصابِ مذکور پر دسترس رکھتا ہے ہر گز زکٰوۃ نہیں پا سکتا اگر چہ غازی ہو یا حاجی ہو یا طالب عالم یا مفتی مگر عاملِ زکٰوۃ جسے حاکمِ اسلام نے اربابِ اموال[6] سے تحصیلِ زکٰوۃ پر مقرر کیا،وہ جب تحصیل کرے بحالتِ غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو۔

پھر دینے میں تملیک شرط ہے جہاں یہ نہیں جیسے محتاجوں کو بطورِ اِباحت اپنے دستر خوان پر بٹھا کر کھلا دینا یا میت کے کفن میں لگانا یا مسجد ،کنواں ، خانقاہ ،مدرسہ، پل ، سرائے وغیر ہ بنوانا، اِن سے زکٰوۃ ادا نہ ہوگی۔اگر ان میں صرف کیا چاہے(ان امور میں خرچ کرنا چاہتا ہے)تو اس کے لئے حیلہٗ شرعی کیا جائے[7](تاکہ شرعی حیثیت بھی بر قرار رہے یعنی زکٰوۃ بھی ادا ہو جائے اور جسے زکٰوۃ لینا ناجائز ہے اس کے لئے بھی جواز کی صورت نکل آئے۔)

اور وہ حیلہ عام مشہور ہے لیکن یہ عام آدمی کرتا ہے۔خوّاص تو اِسے برا سمجھتے ہیں بلکہ انکا مذہب عوام کے تصوّرات سے بالاہے وہ فرماتے ہیں؛ عوام کی زکٰوۃچالیسواں حصہ ہے لیکن خوّاص کے نزدیک ایک حصہ اپنے لئے باقی انتالیس(۳۹) اللہ عزّوجلّ کی راہ میں، اخصُّ الخواص فرماتے ہیں؛

وہ حصہ بھی اللہ عزّوجلّ کے لئے ہے اپنی ضروریات کے لئے قرض لے یا (ہاتھ کی کمائی)پر گزارہ کرے۔

تجربہ اویسی غفرلہ

---

(1)حوائج حاجت کی جمع، بمعنی ضروریات،بنیادی ضروریات جیسے مکان،لباس،سواری،خوراک وغیرہ

(2) ڈوباہوا۔

(3) ایساقرض جس کاوقت طے کرلیاگیاہو۔

(4)(انکارکرتاہے کہ میں نےآپ کاکچھ بھی نہیں دینا)

(5)حاجتمندی کے کام کاانحصار۔

(6) مالداروں،صاحبِ ثروت لوگوں۔

(7)فتاویٰ رضویہ کتاب الزکٰوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۲۴۶تا۲۴۷، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرونِ لوہاری دروازہ،لاہور

حیلہ میں یہ ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کسی مستحق کودی جاتی ہے اس سے پہلے منوایا جاتا ہے کہ یہ رقم وغیرہ مدرسہ میں دے دینا یا فلاں مد میں جمع کرانا اس پر جھگڑے کھڑے ہو جاتے ہیں یا کم از کم جسے حیلہ کے طور پر رقم دی جاتی ہے وہ مختلف فکرات میں گھر جاتا ہے۔لڑائی جھگڑے سے بچنے کے لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے ایک فقہی جزئی بیان فرمائی،اس سے پہلے اگر جھگڑا کھڑا بھی ہوگا تو ایسی حکمتِ عملی سے بیٹھ جائے گا وہ طریقہ یہ ہے؛

فقیرغَفَرَاللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ کے نزدیک اس کا بے خلش[1] طریقہ یہ ہے کہ مثلاً مالِ زکوٰۃ سے بیس روپے سید کی نذر یا مسجد میں صرف کیاچاہتا ہے۔کسی فقیر عاقل بالغ مصرفِ زکوٰۃ کو کوئی کپڑا مثلاً ٹوپی یا سیر سوا سیر غلہ دکھائے کہ یہ ہم تمہیں دیتے ہیں مگر مفت نہ دیں گے بیس روپے میں بیچیں گے یہ روپے تمہیں ہم اپنے پاس سے دیں گے کہ ہمارے مطالبہ میں واپس کر دو وہ خواہ مخواہ راضی ہو جائے گا،جانے گا کہ مجھے تو یہ چیز یعنی کپڑا یا غلہ مفت ہی ہاتھ آئے گا۔اب بیع شرعی کر کے بیس روپے بہ نیتِ زکوٰۃ اسے دے جب وہ قابض ہو جائے اپنے مطالبۂ ثمن میں لے لے۔اول تو وہ خود ہی دے دے گا کہ سرے سے اسے ان روپوں کو اپنے پاس رہنے کی امید ہی نہ تھی کہ وہ گرہ سے جاتا سمجھے،اسےتو صرف اس کپڑے یا غلّہ کی امید تھی وہ حاصل ہے۔تو انکار نہ کرے گا اور کرے بھی تو یہ جبراً چھین لے کہ وہ اس قدر میں اس کا مدیون ہے اور دائن جب اپنے دَین کی جنس سے مالِ مدیون پائے تو بالاتفاق بےاس کی رضا مندی کے لے سکتا ہے۔اب یہ روپے لے کر بطورِخود نذرِ سید یا بناءِ مسجد میں صرف کر دے کہ دونوں مرادیں حا صل ہیں۔

در مختار میں ہے؛

أَنْ يُعْطِيَ مَدْيُونَهُ الْفَقِيرَ زَكَاتَهُ ثُمَّ يَأْخُذَهَا عَنْ دَيْنِهِ، وَلَوْ امْتَنَعَ الْمَدْيُونُ مَدَّ يَدَهُ وَأَخَذَهَا لِكَوْنِهِ ظَفِرَ بِجِنْسِ حَقِّهِ [2]

ترجمہ: اپنے مدیون فقیر کو زکوٰۃ دی پھر اس سے دَین وصول کرے اگر مدیون نہ دے تو اس سے چھین لے کیونکہ یہ اپنے حق کی جنس کو پاتا ہے۔

اور فقیرغَفَرَاللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ نے اس مصرفِ زکوٰۃ کے عاقل بالغ ہونے کی شرط اس لئے لگائی کہ اس کے ساتھ یہ غبنِ فاحش کی مبایعت[3] بلاتکلف روا ہو۔اور کپڑے،غلّہ کی تخصیص اس لئے کی کہ اگر کچھ پیسے بعوض روپوں کے بیچنا

---

(1)بغیر جھگڑے کے

(2)الدر المختار شرح تنویر الابصار و جامع البحار، کتاب الزکاۃ، وشرط صحۃ ادائھا نیۃ مقارنۃ لہ، صفحہ ۱۲۸ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان

(3) باہمی لین دین کرنا۔

چاہے گا تو ظاہر مفاد جامع صغیر پر تقابض البدلین[1]شرط ہوگا وہ یہاں حاصل نہیں اگرچہ روایتِ اصل پر ایک ہی جانب کا قبضہ کافی اور اکثر علماء اسی طرف ہیں اور یہی قولِ منقّح[2]۔(فتاوٰی رضویہ شریف)[3]

زکوٰۃاور سادات کرام و دیگر بنو ہاشم عظام

فقیر نے قواعدمیں لکھا ہے کہ بنو ہاشم و سادات کو زکٰوۃ دینا اور انکا لینا حرام ہے۔اس پر ٹیڈی مجتہدین اپنی عادت کے مطابق ناراض ہیں اور ساداتِ کرام و بنو ہاشم حضرات کو بھی فقیر کے خلاف ابھارتے ہیں لیکن سادات کرام و بنو ہاشم حضرات تو راضی ہو جائیں گے کہ وہ جانتے ہیں کہ مالِ زکٰوۃ میل کچیل ہے اور آپ حضرات پاکیزہ و مقدس۔ہاں! ٹیڈی مجتہدین تحقیقِ رضوی پڑھیں کہ آپ نے فرمایا:

زکٰوۃ سادات کرام وسائر بنی ہاشم پر حرام قطعی ہے جس کی حرمت پر ہمارے ائمہ ثلثہ بلکہ ائمہ مذاہب اربعہ رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین کا اجماع قائم۔ امام شعرانی رحمہ اللہ تعالٰی "میزان" میں فرماتے ہیں؛

اتفق الائمۃ الاربعۃ علی تحریم الصدقۃ المفروضۃ علی بنی ھاشم و بنی عبد المطلب و ھم خمس بطون اٰل علی وٰال العباس وٰال جعفر وٰال عقیل وٰال الحارث بن عبد المطلب۔ھذا من مسائل الاجماع الاتفاق اھ ملخصًا[4]

ترجمہ: باتفاقِ ائمہ اربعہ بنو ہاشم اوربنو عبدالمطلب پر صدقہ فرضیہ حرام ہے اور وہ پانچ خاندان ہیں آلِ علی،آلِ عباس،آلِ جعفر،آلِ عقیل،آلِ حارث بن عبد المطلب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔یہ اجماعی اور اتفاقی مسائل میں سے ہیں اھ ملخصاً۔

اول تاآخر تمام متونِ مذہب قاطبۃً[5] بے شذوذشاذوعامہ شروحِ معتمدہ وفتاوائے مستندہ[6]اس حکم پر ناطق اور خود حضور پرنورسید السادات ﷺ سے متواترحدیثیں اس باب میں وارد۔اس وقت جہاں تک فقیر کی نظر ہے بیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم نے اس مضمون کی حدیثیں حضور اقدس ﷺ سے روایت کیں۔[7]

---

(1)مبیع اور ثمن دونوں پر قبضہ کرنا۔

(2)جھوٹ سے پاک،سچ بات۔

(3)فتاوٰی رضویہ کتاب الزکٰوۃ،جلد ۱۰،صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرونِ لوہاری دروازہ،لاہور

(4)المیزان الکبریٰ،باب قسم الصدقات،جلد ۲،صفحہ ۱۲۶،مطبع عالم الکتب بیروت

(5)تمام،بالکل،سرتاسر۔

(6)یعنی ایسانہیں کہ چندایک کتب میں سادات کو صدقاتِ واجبہ دیناناجائز قرار دیا گیاہو بلکہ تمام کی تمام چھوٹی بڑی فقہ کی کتبِ متون،ان کی شروحات،سب فتاوٰی جات میں یہی درج ہے کہ سادات کو صدقاتِ واجبہ دینا،اسی طرح ان کا لینا جائز نہیں ہے۔

(7)فتاوٰی رضویہ کتاب الزکٰوۃ،جلد ۱۰،صفحہ ۹۹ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرونِ لوہاری دروازہ،لاہور۔

اس کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صحابہ کرام کے اسماء لکھ کر حوالہ جات کے دریا بہائے۔اہل تحقیق حضرات فتاویٰ رضویہ شریف جلد دہم کا مطالعہ فرمائیں۔بالخصوص رسالہ "الزھر الباسم فی حرمۃ الزکوٰۃ علیٰ بنی ھاشم"(بنی ہاشم پر زکوٰۃ کی حرمت کے بارے میں کھلا ہوا شگوفہ)کا مطالعہ تو نہایت ہی ضروری ہے۔

اپیل اویسی غفر لہ

ساداتِ کرام و بنو ہاشم حضرات اپنی رفعتِ شان کے پیش نظر زکوٰۃ کے مال لینے کا تصوّر ہی ختم کر دیں۔

اگر کچھ خواہش ہے تو اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی تحریر عوام تک پہونچائیں وہ تحریر یہ ہے

"رہا یہ کہ پھر اس زمانۂ پُر آشوب میں حضراتِ ساداتِ کرام کی مؤاسات[1] کیو نکر ہو"

اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

"بڑے مال والے اگر اپنے خالص مالوں سے بطورِ ہدیہ ان حضرات عُلیا کی خدمت نہ کریں تو ان کی بے سعادتی ہے۔وہ وقت یاد کریں جب ان حضرات کے جدّاکرم ﷺ کے سوا ظاہری آنکھوں کو بھی کوئی ملجا و ماوٰی نہ ملے گا۔ کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال جو اُنہیں کے صدقے میں اِنہیں سرکار سے عطا ہوا،جسے عنقریب چھوڑ کر پھر ویسے ہی خالی ہاتھ زیرِزمین جانے والے ہیں،اُن کی خوشنودی کے لئے اُن کے پاک مبارک بیٹوں پر اُس کا ایک حصہ صَرف کیاکریں کہ اُس سخت حاجت کے دن اس جواد کریم رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے بھاری انعاموں ، عظیم اکراموں سے مشرّف ہوں۔ابنِ عساکرامیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ سے راوی کہ رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں:

مَنْ صَنَعَ إِلٰی أَحَدٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ يَدًا كَافَأْتُهُ عَلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ -[2]

ترجمہ:جو میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھاسلوک کرے گا میں روزِقیامت اس کاصلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

خطیب بغدادی امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی،رسول اللہ(ﷺ)فرماتے ہیں:

مَنْ صَنَعَ صنيعة إِلٰی أَحَدٍ مِنْ خلف عبد المطلب في الدنيا أو في هذه الدنيا فعلى مكافأته إذا القيني [3]

---

(1) غم خواری۔

(2)تاریخ دمشق لِابن عساکر،حرف العین،عمر بن علي بن أبي طالب بن عبد المطلب رقم الحديث 5254 الجزء ۴۵ صفحہ ۳۰۳
کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال،الجزء الثانی عشر،الباب الخامس فی فضل اھل البیت،الفصل الاول فی فضلھم مجملا،رقم الحدیث ۳۴۱۵۲،الصفحۃ ۹۵،موسسۃ الرسالۃ بیروت

(3)تاریخ بغداد حرف المیم من آباء العبادلۃ رقم الحدیث 5221 الجزء ۱۰ صفحہ ۱۰۳

جو شخص اولادِ عبد المطلب میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ روزِ قیامت مجھ سے ملے گا۔

اللہ اکبر !اللہ اکبر !قیامت کے دن ،وُہ قیامت کا دن ،وہ سخت ضرورت سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو محمد ﷺ سا صاحب التاج ، خدا جانے کیاکچھ دیں اور کیسا کچھ نہال فرمادیں،ایک نگاہِ لطف ان کی جملہ مہماتِ دو جہاں کو بس ہے ،بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ و انفس ہے جس کی طرف کلمۂ کریم "إذا لقيني "(جب وہ روزِقیامت مجھ سے ملے گا۔)اشارہ فرماتا ہے،بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد للہ بروزِ قیامت وعدہ وصال و دیدا رِمحبوب ذی الجلال کا مژدہ سناتا ہے مسلمانو! اور کیا درکار ہے دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو "و باللہ التوفيق" اور متوسط حال والے اگر مصارف مستحبہ کی وسعت نہیں دیکھتے تو بحمدللہ وہ تدبیر ممکن ہے کہ زکٰوۃ کی زکٰوۃ ادا ہو اور خدمتِ سادات بھی بجا ہو یعنی کسی مسلمان مصرفِ زکٰوۃ معتمد علیہ[1] کو کہ اس کی بات سے نہ پھرے ،مالِ زکٰوۃ سے کچھ روپے بہ نیت زکٰوۃ دے کر مالک کر دے پھر اس سے کہے تم اپنی طرف سے فلاں سید کی نذر کردو ،اس میں دونوں مقصود حاصل ہو جائینگے کہ زکٰوۃ تو اس فقیر کوگئی اور یہ جو سید نے پایا نذرانہ تھا ۔اس کا فرض ادا ہو گیا اور خدمتِ سید کا کامل ثواب اسے اور فقیر دونوں کو ملا۔

(فتاوٰی رضویہ شریف صفحہ ۱۰۶ جلد ۱۰ مطبوعہ لاہور۔)[2]

نسبت بڑی چیز ہے

بعض لوگ نسبت کو کچھ نہیں سمجھتے بلکہ جوش میں آجاتے ہیں تو اس پر شرک کے فتوٰی سے بھی باز نہیں آتے حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ عزَّوجَلَّ کے نزدیک نسبت کی کتنی عزت ہے۔تفصیل فقیر نے رسالہ ''نسبت بسگت ''میں لکھ دی ہے۔یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ مالِ زکٰوۃ چونکہ میل کچیل ہے اسی لئے اس سے رسول اکرم ﷺ کے اعزہ واقارب کو دور رکھا گیا ہے تاکہ یقین ہو کہ

''نسبت بڑی چیز ہے''

فقط و السلام

---

(1)وہ قابل اعتماد شخص جو مستحقِ زکٰوۃ ہو۔

(2)فتاوٰی رضویہ کتاب الزکٰوۃ، جلد ۱۰، صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۶ مطبوعہ رضافاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ،اندرون لوہاری دروازہ،لاہور۔

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری ابو الصالح محمدفیض احمد اویسی رضوی غفر لہ‘
۲۲جمادی الآخر۱۴۲۵ھ
بروز ایمان افروز دو شنبہ قبل صلوٰۃ العصر
بہاولپور۔پاکستان